بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

فلسفہ موت وحیات

عطائے غوث العالم، شہزادۂ حضور محدث اعظم، برادر حضور شیخ الاسلام

امیرِ کشورِ خطابت غازیِ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

تلخیص وتحشیہ

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد۔اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین امام المتکلمین محدث کبیر مفتی اعظم شہزادۂ حضور غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ ﴾

نام کتاب : فلسفہ موت وحیات

تصنیف : امیر کشورِ خطابت غازیٔ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

مرتب : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆☆☆☆) ملیں سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح واضافت ہے

کمپیوٹر کتابت : سید محمد خواجہ کریم اللہ شاہ قادری

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)

اشاعت اُول : اکٹوبر ۲۰۰۵ تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت: 20 روپیئے

حقیقتِ شرک : توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اُسے سمجھنے کے لئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے۔ عبادت اطاعت اور اتباع، ذاتی اور عطائی صفات اور مسئلہ علم غیب، عبادت واستعانت اور شرک کی جاہلانہ تشریح۔۔ وہ تمام آیات قرآنی جو مشرکینِ مکہ اور کفارِ عرب کے حق میں نازل ہوئیں، سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرنے والے بدمذہبوں کا مدلل وتحقیقی جواب ۔۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد رہے کہ ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شِرک میں مبتلا ہوگے (بخاری شریف) مؤلف : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

روحانی وظائف : مجرب قرآنی وظائف اور دُعاؤں کا روحانی خزانہ...... زندگی کے اہم ترین مسائل اور پریشانیوں کا حل...... جاہل اور لمبو نچوڑ عاملوں سے نجات...... جسمانی وروحانی امراض کا توڑ دُعاؤں کی قبولیت، مقاصد میں کامیابی اور حصولِ فیوض کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔
استخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)، آیاتِ حفاظت، آیاتِ رزق، قرض سے چھٹکارہ، نظرِ بد کا توڑ، قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی، میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ، ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج، نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)، شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج، آیات شفاء، جادو کا قرآنی علاج، قصیدہ غوثیہ، شیطانی وسواس کا قرآنی علاج

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
فلسفہ موت وحیات	۵	مُردہ زندہ کو پہچانتا ہے	۲۷
ہر بات میں اختلاف	۷	مُردے زندہ کا سلام سنتے ہیں	۲۷
موت پر کسی کو اختلاف نہیں	۹	اور جواب دیتے ہیں	
زندہ اور مردہ کون	۱۰	مُردے کو سب سے زیادہ انس	۲۸
زندے تحفہ پیش کرتے ہیں	۱۸	مُردے زندہ ہیں قیامت تک	۲۸
موت کا مزہ	۱۹	جواب دیں گے	
موت کیا ہے	۲۲	قبر سے بیٹے کو دیکھنا	۲۸
موت وحیات عادی	۲۳	زندوں کے اعمال مُردوں پر	۲۹
موت وحیات حقیقی	۲۳	پیش کئے جاتے ہیں	
روح فنا نہیں ہوتی	۲۳	محشر کا حساب کتاب کیا ہے ؟	۲۹
مُردوں کا سننا (سماع وموتی)	۲۴	قبر اور حشر کا مزاج	۳۱
مرنے کے بعد روحانی کمالات	۲۵	امام حسین نے قربانی آخر میں	۳۵
مُردوں کو اچھا کفن دن آپس	۲۶	کیوں دی ؟	
میں ملاقات کرتے ہیں		کربلا میں فاتح کون ؟	۳۸
مُردے پوچھتے ہیں فلاں کس	۲۷	امتحان گاہ میں آزمائش ہوتی ہے	۳۹
حال میں ہے؟		کیا سیدنا امام حسین کی قربانی	۴۲
زیارت سے مُردہ کو انس ہوتا ہے	۲۷	کی یاد منانا بدعت ہے ؟	

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا   اَیَّدَہٗ بِاَیِّدِہٖ اَیِّدِنَا بِاَحْمَدًا
اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدًا   صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے   نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پکارے   تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ ...... عورتوں کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا
مشکل الفاظ اور فقہی اصطلاحات کے لئے انگریزی کا استعمال
گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے
زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ

سُنّی بہشتی زیور اشرفی

اعلیٰ معیار کی کتابت وطباعت کے ساتھ ان شآءاللہ بہت جلد منظرِ عام پر آرہی ہے

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدر آباد

فلسفہ موت وحیات

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد الأنبيآء والمرسلين وعلىٰ آلهٖ واصحابهٖ اجمين ۰ أما بعد' فقد قال الله تعالىٰ فى القرآن الكريم
﴿**كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت**﴾ (ال عمران/۱۸۵) ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه**

میں نے آپ کا دِل رکھ لیا اور یہ پھولوں کا ہار گلے میں ڈال لیا...... یہ بوجھ نہ فتح کا ہے نہ جیت کا بلکہ آپ کی دلجوئی کے لئے یہ ہار گلے میں ڈال لیا۔ اگر یہ پڑا رہا تو مجھ جیسا نحیف وناتواں بارِگل سے بھی دبا رہے گا۔

ناتواں ہوں کفن بھی ہلکا ڈال دو سایہ اپنی آنچل کا

یہ پھول جب کبھی مجھ پر چڑھایا گیا' میرے ذہن میں یہ خیال ضرور آیا کہ یہ چڑھانے والے کیا سمجھ کر چڑھاتے ہیں' زندہ سمجھا یا مُردہ؟ زندہ ہی تو سمجھ کر چڑھایا ہے۔ یہیں سے سُنی مسلمان کا عقیدہ معلوم ہوگیا کہ ہم یہ پھول صرف زندوں پر چڑھاتے ہیں' چاہے زندہ زمین پر ہو یا زندہ زمین میں ہو۔ آج کی رات محرم الحرام میں داخل ہے یہ چاند رات ہے آج پندرھویں صدی میں ہم داخل ہوگئے ہیں اور لوگ ابھی ہجرت منانے کا پروگرام سوچ رہے ہیں۔ حیدرآباد کو یہ شرف حاصل ہے کہ جلسہ کی انتہا صدی کی ابتداء ہے۔

یہ حیدرآباد کی زمین رسول اللہ ﷺ کی بے وفائی کے لئے مناسب نہیں ہے۔اس میں وفا اس قدر شامل ہے کہ یزیدیوں کو کئی بار سوچنا پڑے گا۔اسکا بنیادی سبب یہ ہے کہ یہاں اللہ کے انوار ہیں اور جسکو یقین نہ آئے وہ جامعہ نظامیہ جا کر دیکھیں کہ وہاں باطنی انوار بھی ہیں اور ظاہری انوار بھی' اور جس زمین پر مولانا انوار اللہ خان فاروقی جیسی عظیم المرتبت شخصیت ہو' جس دھرتی پر وہ آرام کر رہے ہیں وہ بدعقیدگی کے لئے کھلا ہوا چیلنج ہے' مگر آپ کی ذمہ داری اُن کے لیٹنے کی وجہ سے بڑھ گئی ہے۔

یا در کھئے میں نے مولانا کو قریب سے جاننے کی کوشش کی اور میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ ایک شخصیت شمالی ہندوستان میں پیدا ہوئی تھی جسے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کہتے ہیں۔ وہاں احمد رضا خان اور یہاں انوار اللہ خان۔ نہ اُس خان کا جواب، نہ اِس خان کا جواب۔ شمالی ہند کے صحیح العقیدہ مسلمانوں نے اپنے اعلیٰ حضرت کو تو بین الاقوامی بنایا۔ اب جنوبی ہند کے مسلمانوں کے لئے اپنے اعلیٰ حضرت کو بین الاقوامی بنانا ہے۔ اس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ اپنے خونِ جگر سے جامعہ نظامیہ کو نہ صرف زندہ رکھنا ہے بلکہ یہ ثابت کرنا ہے کہ سپاہی مرتا ہے حکومت کی پالیسی نہیں مرتی، نظریہ نہیں مرتا۔ تین سو تیرہ دیوانوں کو نہیں مٹایا جاسکا...... جس دن تمہاری یہ دیوانگی بیدار ہوگی تو سینکڑوں دیوانوں کو کون مٹا سکتا ہے؟ ان ہی کے صدقہ میں ہم کو تحفظ ملے گا، ان ہی کی عظمتوں کی چھاؤں میں ہم زندہ رہیں گے۔ آج ہماری ذمہ داری واقعی حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ دیکھو جب دریا بہتا ہے تو اس کی طغیانی کو گھٹانے کے لئے نہریں بنائی جاتی ہیں، لیکن آپ کو ایسا سمندر بن جانا ہے کہ ہزاروں دریائیں نکالی جائیں مگر طغیانی میں کمی نہ آئے، یہ سب باتیں اپنے محل پر آتی رہیں گی۔ حضرت انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ کی تحریر میں قیامت تک کے لئے ہدایت کی تنویر ہے، اسی تحریر میں تمہارے کردار کی تطہیر ہے، اسی تحریر میں تم اپنی تقدیر بنا سکتے ہو۔ اگر تم نے آنے والی نسل کو اُن کے قدموں تک نہ پہونچایا تو پھر ان قدموں تک کہاں پہونچو گے جسکو مدینۃ الرسول ﷺ کہتے ہیں۔ تم نائبِ رسول تک نہیں پہونچے تو رسول ﷺ تک کہاں پہونچو گے؟

ان تمام امور پر نہایت ہی بالغانہ، مفکرانہ اور مدبّرانہ انداز میں آپ کا تزکیہ کرتے ہوئے نہ صرف اپنے کو صحیح العقیدہ بنائے رکھنا ہے بلکہ آنے والی نسل کو صحیح العقیدہ بنائے رکھنے کے لئے، اسلام پر مختلف سمتوں سے کئے جانے والے حملہ کے دفاع کے لئے مولانا انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلے ہوئے جامعہ نظامیہ کو کسی اینٹ اور پتھر کی عمارت نہ سمجھنا چاہیے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت کا ایک عظیم الشان قلعہ سمجھ کر آگے بڑھنا چاہیے۔ قلعہ کا گرنا صرف اینٹوں اور پتھروں کا گرجانا نہیں ہے بلکہ اقتدار کا

گر جانا ہے' ناموس کا گر جانا ہے' وقار کا گر جانا ہے۔ جسکا قلعہ ٹوٹ جاتا ہے تو اُس کی حکومت ٹوٹ جاتی ہے اس کا دبدبہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی حکمرانی ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ اینٹوں کا بنا ہوا مدرسہ نہیں ہے بلکہ دینی تعلیم کا ایک قلعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری باتوں پر نہ صرف آج' نہ صرف کل' نہ صرف پرسوں' بلکہ برسوں سوچتے رہیں گے **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

آج کسی بھی بات پر انسان ایک نہیں۔ سوچ رہا تھا کہ اس موضوع پر تقریر کروں جس پر اختلاف نہ ہو۔ وہ کونسا موضوع ہے جس پر اختلاف نہیں' وہ کونسی بات ہے جس میں اختلاف نہیں۔ بڑی بڑی بات چھوڑو' چھوٹی چھوٹی بات لے لو۔ آپ ہندوستان کے پورپ چلو' روٹی گھٹتی چلی جائے گی چاول بڑھتا جائیگا۔ بنگال پہنچتے ہی روٹی کم۔ ہندوستان کے پچھّم چلو' چاول گھٹتا جائیگا روٹی بڑھتی جائیگی اور پنجاب پہونچتے پہونچتے روٹی ختم ہو جائیگی۔ دیکھو ہم روٹی، بوٹی میں ایک نہیں۔ سالن تو سب کے پاس پکتا ہے کوئی ترکاری سبزی تو ہوگی تیل میں اختلاف کیا سب متفق ہیں؟ نہیں...... کہیں رائی کا تیل کھایا جاتا ہے کہیں تلی کا تیل' کہیں کرڑ کا تیل' کہیں کچھ کھایا جاتا ہے۔ تیل اور گھی میں آپ ایک نہیں' کھٹے اور میٹھے میں آپ ایک نہیں۔ کوئی بھی آدمی ہندو، مسلم، بدھی، عیسائی...... بھوک سب ہی کو لگتی ہے بشری ضرورتیں مشترک ہیں ایک ہیں مگر یہ اپنی بشری ضرورتیں ایک زبان میں نہیں بولتے' اپنی ضرورتوں کا اظہار کوئی اردو میں کر رہا ہے کوئی تلگو میں کر رہا ہے کوئی ٹامل میں کر رہا ہے...... غرض کہ کئی زبانیں میں بولی جاتی ہیں میں کہتا ہوں کہ جب ضرورتیں ایک ہو تو بولی ایک کیوں نہیں؟ دیکھو آپ بول چال میں بھی ایک نہیں۔ آپ دیکھئے اللہ تعالیٰ کی اور بھی مخلوق ہے اگر ہندوستان کا کوّا کائیں کائیں کرتا ہے تو انگلینڈ کا کوّا بھی کائیں کائیں کرتا ہے۔ یہ گدھے آپس میں ایک ہیں۔ ساری دُنیا کے گدھوں کی بولی میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ انسان کو دیکھو بول چال ایک نہیں' یوپی میں ہر تیس میل کے بعد اگر زبان نہ بھی بدلی تو لہجہ دس میل کے بعد بدل ہی جائے گا۔ بسا اوقات ایسا ہے کہ دریا کے اس پار لہجہ اور ہے اور دریا کے اُس پار لہجہ اور ہے۔ انسان بولی میں ایک نہیں۔

اب اس میدان میں آپ سب بیٹھ کر تقریر سُن رہے ہیں' سب کے سر دیکھو' اکثریت سَر ڈھانپ کر بیٹھی ہے۔ ادب کے انداز سے سَر کے اوپر کچھ نہ کچھ ہے لیکن جو کچھ ہے اس میں بھی اختلاف۔ کوئی گول ٹوپی' کوئی رام پوری ٹوپی' کوئی لکھنوی ٹوپی پہنے ہوئے ہے۔ سب کے سَروں میں اور ٹوپیوں کے سائز میں بھی اختلاف ہے۔ یہ ڈیڑھ لاکھ کا مجمع ہے۔ کیا یہ سب ایک کپڑے میں ہیں؟ کوئی شیروانی میں ہے کوئی بشرٹ میں ہے کوئی ٹی شرٹ میں ہے کوئی پاجامہ پہنے ہوئے ہے کوئی چوڑی دار پاجامہ' کوئی اور اقسام کے پتلون۔ کُرتے میں آجایئے تو اس کی عجیب عجیب قسمیں ہیں۔ قمیصوں کو دیکھ لیجئے کہ اس کی سلوائی بھی مختلف ہے۔ سب لوگ کپڑے پہنے ہوئے ہیں مگر پہنے میں اختلاف ہے' طریقے میں اختلاف ہے' رنگوں میں اختلاف ہے۔

دنیا میں سب سے سچی بات یہ ہے کہ **لاالہ الا الله محمد رسول الله** اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے حد سچی بات ہے لیکن جیسے ہی میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے ویسا ہی ایک گروپ (عیسائیوں کا) کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا تین ہیں۔ خدا کو ایک ماننے میں اختلاف۔ توحید کی بات کرو تو تثلیث کی بات سامنے آجاتی ہے۔ خیر وہ تو تین تک کہہ کر چپ ہو گئے لیکن کچھ تو ایسے لوگ ہیں کہ اتنی بڑی تعداد سامنے لاکر رکھ دیتے ہیں کہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہیں کہ پجاری زیادہ ہیں یا دیوتا زیادہ ہیں' عابد زیادہ یا معبود زیادہ ہیں۔ وحدت پر اتفاق نہیں۔ کس بات پر اختلاف نہیں؟ آج تو میں یہ سوچ کر بیٹھا تھا کہ اختلافی بات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو ایک کہو تو اللہ کو ایک سے زیادہ ماننے والوں کو اختلاف ہے۔ کھانے میں اختلاف، پینے میں اختلاف، بولنے میں اختلاف ہے، چلنے میں اختلاف' یہ ہمارا مجمع ہے یہ لوگ آئے ہوئے ہیں' کوئی کار سے آیا ہے کوئی بس سے آیا ہے' جانے میں اختلاف' گھر بنانے میں اختلاف۔ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے میں ثواب ہے' مسجد بنانا ثواب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے میں اختلاف' محراب میں اختلاف' فرش میں اختلاف' فائنل ٹچنگ دینے میں اختلاف، کلر کے سلکشن میں اختلاف۔ یہاں ٹیپ ریکارڈ رکھے ہوئے ہیں سب کی سائز میں اختلاف' کمپنی میں اختلاف' قیمت میں اختلاف۔ پھر

اختلاف سے لوگ چڑتے کیوں ہیں؟ اور یہ جو کہتے ہیں کہ اسٹیج پر اختلافی بات نہ کریں' اُن کو ہماری اختلافی بات سے اختلاف ہے۔ تم حیدرآباد کے بالغ النظر لوگوں کو بے وقوف سمجھتے ہیں کہ وہ یہ نہیں سمجھیں گے کہ آپ کو توحقِ اختلاف ہے اور ہم کو نہیں۔ اگر آپ کہیں کہ یہاں اختلافی بات نہ ہو' جہاں نہ آئے وہیں اختلاف ہے۔ میں سمیٹ کر عرض کر دوں کہ ادیان میں اختلاف ہے' ملت میں اختلاف، الوہیت پر اختلاف' رسالت پر اختلاف، خلافت و امامت پر اختلاف، غوثیت و چشتیت پر اختلاف، سہروردیت ونقشبندیت پر اختلاف۔ شریعت وطریقت ومعرفت وحقیقت پر اختلاف' نماز پڑھنے وضو کرنے میں اختلاف' قانون میں اختلاف' دستور میں اختلاف' حتیٰ کہ اللہ کو ایک کہنے میں اختلاف۔ سیاسی طور پر آپ دیکھو' سماجی طور پر آپ دیکھو' عمرانی طور پر آپ دیکھو' تجارت میں اختلاف' کوئی برتن بیچ رہا ہے کوئی عطر' کوئی کچھ بیچ رہا ہے۔ امپورٹ اکسپورٹ میں اختلاف' سیاست کا اختلاف تو اتنا نمایاں ہے کہ نہ کہوں تو کافی ہے اِن کو اُن سے اُن کو اِن سے اختلاف' ممالک کے درمیان اختلاف' پالیسی ونظریات میں اختلاف' کسی کو یہود سے اختلاف اور کسی کو سعود سے اختلاف' کس کو اختلاف نہیں؟ اور کب تم ان اختلافات کو روکو گے۔ مسلم کی بات سے غیر مسلم کو اختلاف۔ سیاسیات' اقتصادیات غرض کہ ہر جگہ اختلاف۔ بتلاؤ کہ یہ اختلاف کہاں نہیں ہے۔ ہر قدم پر اختلاف ہے۔

موت پر کسی کو اختلاف نہیں : ایک بات ایسی ہے جس پر کسی کو اختلاف نہیں۔ میں نے ڈھونڈ لیا ہے وہ بات یہ ہے کہ ایک دن مرنا ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ چینی کو اقرار ہے کہ ہاں مرنا ہے۔ روسی کو اقرار ہے کہ ہاں مرنا ہے' عراقی وایرانی سے پوچھو تو کہتا ہے کہ ہاں مرنا ہے۔ ہندوؤں سے پوچھو تو کہتے ہیں کہ ہاں مرنا ہے' مسلمانوں سے پوچھو تو اقرار ہے کہ ہاں مرنا ہے۔ عیسائیوں ویہودیوں سے پوچھو کہیں گے کہ ہاں مرنا ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ جو خدا کو بھی نہیں مانتے وہ بھی موت کو مانتے ہیں۔ جو اسلام کو نہیں مانتے وہ بھی موت کو مانتے ہیں۔ جو بدقسمتی سے اولیاء کو نہیں مانتے وہ بھی

موت کو مانتے ہیں۔ مرنا ہے یہ سب ہی مانتے ہیں ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتَ﴾ ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

لیکن میں پھر حیرت میں پڑ جاتا ہوں کہ یہ تو سب مانتے ہیں کہ ہم کو مرنا ہے۔لیکن مرنے میں پھر اختلاف۔ مرنا ہے یہ مسلمہ، مرنا ہے یہ متفقہ۔ لیکن مرنے کے بعد کیا ہوگا پھر اختلاف۔

گویا ہم دوراستے سے آکر ایک چوراہے پر آ گئے، پھر وہاں سے الگ الگ ہو گئے۔

دیکھو دوستو ! میں یہ بتانا نہیں چاہتا کہ اختلاف کیا ہے مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اختلاف ہے کوئی یوم النشور مان رہا ہے، کوئی یوم الحساب مان رہا ہے، کوئی حساب کتاب کا دن مان رہا ہے، کوئی کہتا ہے کہ مرنے کہ بعد کچھ نہ ہوگا۔اسطرح سے اسکے مرنے کے بعد کیا ہوگا۔

زندہ اور مُردہ کون ہے : اس کا فیصلہ قرآن کرے گا۔ انسان کا نظریہ موت وحیات یہ ہے کہ عملِ تنفس جاری ہو تو وہ زندہ ہے اور سانس بند ہو جائے، دِل کی حرکت رُک جائے تو وہ مُردہ ہے ...... یعنی سانس اور دِل کی حرکت کا جاری رہنا زندگی کہلاتا ہے اور سانس کا جاری نہ رہنا، دِل کی حرکت کا ختم ہونا موت کہلاتا ہے۔ قرآن کا نظریہ موت وحیات یہ ہے کہ محبتِ رسول یعنی جانِ ایمان ہو تو وہ زندہ ہے اور ایمان سے محروم ہو جائے تو وہ مُردہ ہے۔

اگر ڈاکٹر کسی کی نبض پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ فلاں شخص مردہ ہے اور اسی کے بارے میں قرآن کہے کہ یہ زندہ ہے...... یا...... ڈاکٹر کسی کی سانس دیکھ کر دورانِ خون دیکھ کر نفس کا چلنا دیکھ کر، یا کسی کی نبض پر انگلی رکھ کر یہ کہدے کہ یہ زندہ ہے اور اسی کے بارے میں قرآن کہے کہ یہ مردہ ہے۔ اب ہمارے لئے بات کس کی رہے گی؟ یقیناً بات قرآن کی رہے گی اور ہم ہر حال میں قرآن کی بات ہی مانیں گے، چاہے ڈاکٹر قسم کھاتا رہ جائے۔ اگر ہمارا قرآن کہدیا تو کافی ہے کیونکہ قرآن ہمارا حاکم ہے قرآن ہی کی ہم اتباع کریں گے۔

اب ہم قرآن سے ہی وضاحت چاہتے ہیں کہ زندہ کون ہے اور مردہ کون ہے؟ ہم موت کی وضاحت قرآن سے چاہتے ہیں۔ اچھا بتلاؤ کہ قرآن جس کو مردہ بتلادے مردہ مانو گے؟

اے قرآن تو بتلا کہ تیری نگاہ میں مردہ کون ہے؟ جب میں عالم خیال میں اس انداز سے بارگاہِ رسالت میں حاضری دیتا ہوں تو آقا و مولیٰ ﷺ اس انداز سے نظر آتے ہیں کہ اپنی قوم کو اکھٹا کر کے دعوتِ اسلام پیش کر رہے ہیں جاہل ہوتے تو سمجھ میں آتا' ابوجہل ہے کیسے سمجھ میں آتا۔ جب ہمارے نبی ﷺ اسلام کی دعوت دیتے رہے اور اسلام کی طرف راغب کرتے رہے تو کفارِ قریش و مشرکین عرب مسلسل انکار کرتے رہے۔ اُدھر انکار بڑھتا گیا' اِدھر ہمارے نبی ﷺ کا اصرار بڑھتا گیا۔ حضور ﷺ نے کفار سے فرمایا کہ اب سے بارگاہِ الٰہی میں اپنی پیشانی جھکا دو۔ اسلام پر اسلام' دعوت پر دعوت پیش کرتے رہے۔ پیغام پر پیغام' اصرار پر اصرار کرتے رہے مگر کفار انکار پر انکار کرتے رہے۔ ایسے حالات میں جبرئیل امین بارگاہِ الٰہی سے وحی الٰہی لیکر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿**اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى**﴾ (الروم) اے محبوب ﷺ یہ مُردے تمہاری نہیں سُنیں گے۔ (پس آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے)

☆☆☆☆☆☆

الموتیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مَر چکے ہیں۔ موتیٰ سے مراد حقیقی موت مرنے والے نہیں بلکہ جن کے دل' کان اور آنکھیں تعصب کی وجہ سے بند ہیں۔ کفر و شرک پر پیہم اصرار کے باوجود اُن کی عقل و فہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور کسی بات میں سنجیدگی اور متانت سے غور و فکر کی صلاحیت دم توڑ چکی ہے۔ توحید پر مسکت دلائل اُن کے سامنے پیش کئے گئے' انہیں بار بار دل نشین انداز سے دعوتِ حق دی گئی' اس کے باوجود یہ کفر پر اڑے ہوئے ہیں اُن کے اس طرزِ عمل سے اے محبوب ! آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں' اُن کے دل مر چکے ہیں اُن کے کانوں سے حق سننے کی طاقت سلب ہوگئی ہے۔ آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرنے میں ذرا کوتاہی نہیں کی۔ اگر یہ کفر اور گمراہی کے اندھیروں سے باہر نہیں نکلنا چاہتے تو اُن کی قسمت۔

☆☆☆☆☆☆

موتی کہا، یعنی مُردہ موت سے **موتٰی**۔ رسول ﷺ کہہ رہے ہیں ابوجہل سے، رسول ﷺ کہہ رہے ہیں ابولہب سے، رسول ﷺ کہہ رہے ہیں مشرکین سے، رسول ﷺ کہہ رہے ہیں کفارعرب سے، رسول ﷺ کہہ رہے ہیں منکرین وغیرمسلموں سے...... اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے یہ **موتٰی** ہیں۔ یہ نہ سننا محاورہ کا لفظ ہے، جیسے کوئی عبداللہ نامی میرے دروازہ پر سے گذرا۔ میں نے کہا **السلام علیکم** عبداللہ بھائی۔ اُس نے کہا **وعلیکم السلام**۔ میں نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ اُس نے کہا کہ بازار جارہا ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے لئے بھی ذرا پان لے کر آنا، اُس نے کہا کہ میں نہیں سنتا۔ ایسا کہہ کر اگر وہ چلا گیا تو اس کا تھوڑا یہی مطلب ہے کہ اُس نے سنا ہی نہیں۔ اگر وہ سنتا ہی نہیں تو سلام کا جواب کیسے دیتا؟ سن تو سب لیا ہے مگر اُسکا یہ کہنا کہ میں نہیں سنتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہارے لئے پان نہیں لاؤں گا، میں آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا، پیروی نہیں کرتا۔ یہاں جو قرآن نے کہا ﴿**اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی**﴾ یہ مردے تمہاری نہیں سنیں گے نہیں۔ اس کا مطلب وہ سماعت سے محروم نہیں ہیں وہ سماعتِ قبول سے محروم ہیں یہ کہ قبول نہیں کریں گے۔ ﴿**صُمٌّۢ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ**﴾ بہرے گونگے اندھے ہیں کبھی رجوع نہ ہوں گے؟ قرآن نے کس کو گونگا کہا؟ قرآن نے کس کو اندھا کہا؟ اسی ابوجہل کو، اسی ابولہب کو، ایسے ہی بوجہلیوں کو، ایسے ہی بولہبیوں کو کہا جارہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا قرآن کی نگاہ میں جو زبان رکھ کر حق نہ بولے وہ گونگا ہے، جو آنکھ رکھ کر حق نہ دیکھے وہ اندھا و نابینا ہے، جو کان رکھ کر حق نہ سنے وہ گونگا ہے، جو ذہن رکھ کر حق نہ قبول کرے وہ پاگل ہے۔ اگر حق نہ دیکھے وہ نابینا و اندھا سمجھا جائے گا۔ اگر حق نہ بولے وہ گونگا سمجھا جائے گا۔ اگر رسول ﷺ کو نہ مانے وہ مُردہ سمجھا جائے گا۔ اسی لئے تو قرآن نے نہ ماننے والوں کے لئے صاف فیصلہ کردیا ﴿**اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی**﴾ یہ مُردے ہیں، تمہاری سننے والے نہیں، سماعتِ قبول سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یہ مردے ہیں۔

☆☆☆☆☆

جب قرآن شریف میں مُردے، اندھے، گونگے کا ذکر ہوگا تو ان سے مُراد کافر ہوں گے یعنی دل کے مُردے، دل کے اندھے وغیرہ۔ عام مُردے وغیرہ مراد نہ ہوں گے اور ان کے نہ سنانے سے مراد ان کا ہدایت نہ پانا ہوگا، نہ کہ واقع میں نہ سننا۔ اور ان آیات کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ ان دل کے مُردے، اندھے، بہرے کافروں کونہیں سنا سکتے۔ جس سے وہ ہدایت پرآ جائیں۔ یہ مطلب نہ ہوگا کہ آپ مُردوں کونہیں سنا سکتے۔

﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَایَرْجِعُوْنَ﴾ یہ کافر بہرے، گونگے، اور اندھے ہیں پس وہ نہ لوٹیں گے۔

﴿اِنَّكَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَاتُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ﴾ تم ان مُردوں (کافروں) کونہیں سنا سکتے اور نہ تم بہروں کو سنا سکتے ہو۔

﴿وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا﴾ اور جو اس دُنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستے سے بہکا ہوا ہے۔

ان آیات میں غور وفکر کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان سے سماعِ موتی کی نفی نہیں ہوتی بلکہ کافروں کے حق بات سننے کی نفی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مُردوں (اندھے، بہرے، گونگے) کے مقابل مومنوں کا ذکر فرمایا ہے کہ' آپ تو اسی کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے، ثابت ہوا کہ آپ ان کونہیں سناتے جو آیاتِ الٰہی پر ایمان نہیں لاتے یعنی کافر ہیں۔

مُردوں سے مُراد کفار ہیں جن کے دل مُردہ ہو چکے ہیں، جن کی آنکھیں حق دیکھنے سے اندھی ہو چکی ہیں اور انہوں نے نصیحت ماننے سے اپنے آپ کو بہرہ بنا رکھا ہے۔ ان آیتوں سے یہ ثابت کرنا کہ مُردے سنتے نہیں، بالکل جہالت ہے۔ ورنہ التحیات میں حضور ﷺ کو سلام اور قبرستان میں مُردوں کو سلام نہ کرایا جاتا کیونکہ نہ سننے والے کو سلام کرنا منع ہے اسی لئے سوتے ہوئے کو سلام نہیں کر سکتے۔

☆☆☆☆☆

قرآن ابولہب کو مردہ کہہ رہا ہے اور میں جب اُس کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں تو ابھی اُس کی روح بھی قبض نہیں ہوئی ہے ابھی تو وہ زمین پر چل رہا ہے کھانا کھا رہا ہے اور پانی پی رہا ہے ابھی وہ گفتگو کر رہا ہے۔ لات وعزیٰ و ہبل کی پوجا کر رہا ہے پھر یہ مردہ کیسے؟ یہ تو اللہ ہی جانے۔ آپ کے اور ہمارے درمیان تو طے ہو گیا ہے کہ قرآن جو فیصلہ کر دے گا ہم مان لیں گے۔ ہم کسی حکیم و ڈاکٹر کی نہیں سنیں گے ہم کسی طبیب کی نہیں سنیں گے قرآن نے فیصلہ دیا ہے کہ ﴿اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى﴾ یہ مردہ تمہاری نہیں سنیں گے۔ سماعتِ قبول سے محروم ہو چکے ہیں۔ ابولہب کو مردہ کہا ہے حالانکہ ابھی وہ زمین پر چل رہا ہے روح قبض نہیں ہوئی ہے سانس چل رہی ہے خون دوڑ رہا ہے رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اسلام کے وقار کو مجروح کرنے کی کوششیں کر رہا ہے' ابھی وہ زمین پر زندہ ہے اس کے باوجود قرآن کہتا ہے **موتٰی** ہے۔ ابوجہل وابولہب کو جو ابھی زمین پر چل رہا ہو اُن کو سامنے رکھ کر اُن کے بارے میں مردہ ہونے کا فیصلہ سن کر اس پس منظر میں سنو ! چل رہا ہے مگر مردہ' سانس چل رہی ہے مگر مردہ' بغاوت پر اُکسا رہا ہے مگر مردہ' رسول اللہ ﷺ سے باتیں کر رہا ہے مگر مردہ' بغاوت وانحراف کی چکر میں پڑا ہوا ہے مگر مردہ' جسم کی کا یک ایک بوٹی سلامت ہے مگر مردہ' دورانِ خون جاری ہے مگر مردہ' تنفس کا سلسلہ جاری ہے مگر مردہ۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ایک طرف تو قرآن ان لوگوں کو مردہ کہہ رہا ہے جو زمین پر چل رہے ہیں جن کے جسم صحیح وسلامت ہیں جن کی سانس چل رہی ہے جن کی آنکھوں کا نور بظاہر دکھائی پڑ رہا ہے کھاتے پیتے ہیں اُٹھتے بیٹھتے ہیں' تو دوسری طرف یہی قرآن اُن لوگوں کے بارے میں جو راہِ خدو میں گردنوں کو کٹواتے ہیں' ہاتھ کہیں ہو' پیر کہیں ہو' تن کہیں ہو' سر کہیں ہو اور جسم کا سارا خون باہر نکل گیا ہو' قرآن کہتا ہے:

﴿وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۙ﴾ (ال عمران/ ١٦٩) اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

یعنی مجاہدین جن کو کفار قتل کر دیتے ہیں تو پھر بھی وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں' انہیں رزق دیا جاتا ہے' بڑے خوش اور مسرور رہتے ہیں۔ ﴿یُرۡزَقُوۡنَ ۙ فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ﴾ (ال عمران) اپنے خدا کے پاس اُس کے فضل سے کھاتے پیتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ زبان سے مت کہو کہ شہید مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں' یہاں یہ تاکیدی حکم دیا جارہا ہے کہ تمہارے دِل میں بھی یہ گمان نہ گزرے کہ راہِ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں اپنے رب کی جناب سے رزق بھی دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے جس خصوصی لطف واحسان سے انہیں نوازا ہے اس پر وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

ہم شہداء کو زندہ یقین کرتے ہیں کیونکہ ہمارے رب نے انہیں مُردہ کہنے اور انہیں مُردہ خیال کرنے سے تاکیداً منع کیا ہے ہمارے رب کا ہر ارشاد حق ہے اور اُس کا ہر فرمان سچا ہے اور واجب الاذعان ہے۔ ہم عقل کے غلام نہیں کہ جس کو تسلیم کرے اُس کو مان لیں اور جس کو تسلیم نہ کرے اُس کا انکار کردیں۔ ہم تو اللہ کے بندے اور اس کے رسول کے غلام ہیں اور اس پر نازل ہونے والی وحی کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں۔

جب ظاہری طور پر موت طاری ہونے کے باوجود شہداء کا یہ حال ہے تو صدیقین اور انبیاء جن کا رُتبہ شہداء سے بدرجہا اعلیٰ وارفع ہے اُن کی کیا کیفیت ہوگی۔

☆ شبِ معراج بیت المقدس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ملاقات انبیاء کرام کے ساتھ ہوئی۔

☆ اسی سفرِ معراج کے دوران ساتوں آسمانوں میں حضور ﷺ کی ملاقات مختلف انبیاء کرام کے ساتھ ہوئی۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو بار بار ملاقات اور نمازوں کی تعداد پچاس سے گھٹا کر پانچ کروانے کا واقعہ ہر خاص وعام کے علم میں ہے۔

ان دلائل سے سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ انبیاء کرام کی موت کا فقط یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے ہیں ہم اُن کو نہیں پاسکتے حالانکہ وہ زندہ ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے: ﴿**وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ**﴾ (بقرہ/۱۵۴) اور مت کہو انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں مُردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور (خبر) نہیں۔ (مسلمانو! تم اپنی حالت پر قیاس کر کے کہیں ہمارے جان نثاروں کو مُردہ کہنے لگو گے وہ مرے نہیں، وہ تو زندہ ہیں)۔

☆☆☆☆☆☆

جب میدانِ بدر میں کئی مسلمان شہید ہوئے تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ فلاں مر گیا، وہ اپنی زندگی کی لذتوں سے محروم ہو گیا۔ غیرتِ الٰہی اس کو برداشت نہ کر سکی کہ جن لوگوں نے اس کے دین کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں قربان کیں، انہیں مُردہ کہا جائے اس لئے یہ آیت نازل فرما کر اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کو مردہ کہنے سے سختی سے روک دیا، بلکہ بتایا کہ وہ زندہ ہیں۔ شہداء کی زندگی کس قسم کی ہے؟ اس پر گفتگو کرتے ہوئے صاحبِ روح المعانی تصریح کرتے ہیں **فذهب كثير من السلف الى انها حقيقية بالروح والجسد** یعنی سلف صالحین کی اکثریت کا یہی مذہب ہے کہ شہداء کی زندگی روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی زندگی ہے۔

صاحبِ تفسیر مظہری بیان فرماتے ہیں **ان الله تعالىٰ يعطى لارواحهم قوة الاجساد فيذهبون من الارض والسماء والجنة حيث يشاؤن وينصرون اولياء هم ويدمرون اعداء هم ان شاء الله تعالىٰ** اللہ تعالیٰ ان کے رُوحوں کو جسموں کی قوت دیتا ہے وہ زمین، آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں جاتہیں اور وہ (شہداء) اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

جب شہدائے زندگی کا یہ حال ہے تو انبیاء اور صدیقینِ اُمت جو شہیدوں سے مرتبہ وشان میں بالاتفاق اعلیٰ اور برتر ہیں اُن کی زندگی میں کیوں کر شبہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی زندگی کی وجہ سے اُن کے جسمِ خاکی بھی صحیح سلامت رہتے ہیں، چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا ہے کہ جنگِ احد کے چھیالیس سال بعد حضرت عمرو بن جموح اور

حضرت عبداللہ بن جبیر کی قبر (دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے) سیلاب کی وجہ سے جب کُھل گئی تو اُن کے اجساد طاہرہ یوں تروتازہ اور شگفتہ وشاداب پائے گئے جیسے اُنہیں کل ہی دفن کیا گیا ہو۔ (موطا) اس بیسویں صدی کا واقعہ ہے کہ جب دریائے دجلہ حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کی قبروں کے بالکل نزدیک پہنچ گیا تو حکومتِ عراق نے ان شہداء کرام کی نعشوں کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزارِ پُرانوار کے قرب میں منتقل کرنا چاہا تو ان حضرات کی قبریں کھودی گئیں۔ تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کے پاک جسم صحیح وسلامت پائے گئے۔ ہزارہا مخلوق نے اسلام کا یہ معجزہ اور قرآن کی اس آیت کی صداقت کا اپنی ان آنکھوں سے مشاہدہ کیا **ومن اصدق من الله قیلا۔**

☆☆☆☆☆☆

میں بڑے سوچ میں پڑ گیا' ایک طرف تو چلنے والا مردہ ہے تو دوسری طرف کٹنے والا زندہ ہے۔ ایک طرف تو سانس لینے والا مردہ ہے تو دوسری طرف سانس چھوڑ چکا ہے وہ زندہ ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ زمین پر چل پھر کر کھا، پی کر سانس لے کر' ابوجہل وابولہب جیسے لوگ مردہ ہیں اور اپنے سینے کو کٹوا کر اور کلیجہ کو دانت سے چبوا کر سیدالشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آج بھی زندہ ہیں' آج بھی باحیات ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ زندگی اور موت کا تعلق ملک الموت علیہ السلام کے آنے جانے پر نہیں ہے۔ زندہ اور مردہ کا تعلق عزرائیل علیہ السلام کی آمد پر نہیں۔ جنابِ والا شہید ہو کہ غیر شہید رُوح تو قبض ہوتی ہے۔ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی کی روح قبض ہوئی' علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہوئی۔ حضرات حسنین علیہما السلام کی روح قبض ہوئی ہے۔ روح قبض تو شہید کی بھی ہوئی ہے مگر مردہ کوئی بھی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ملک الموت کا کام مردہ بنانا نہیں ہے۔ اگر ان کے آنے سے لوگ مردہ ہو جاتے تو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مردہ ہوتے' حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما مردہ ہوتے' تمام شہداء مردہ ہوتے۔ ملک الموت آتے ہیں رُوح لیجاتے ہیں پھر بھی یہ مردہ نہیں ہوتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت ملک الموت کی تشریف آوری سے اور اُن کی روانگی سے مردہ اور زندہ کہلانے کا تعلق نہیں ہے۔

ابوجہل کی وہ روح لے کرنہیں گئے تب بھی وہ مردہ۔ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی روح لے گئے تب بھی وہ زندہ۔ تو اب زندگی اور موت کا سبب کچھ اور ہے جب ہم وجہ ڈھونڈتے ہیں تو یہ وجہ پاتے ہیں کہ اللہ نے اس لئے ابوجہل وابولہب کو مردہ کہا تھا کہ یہ رسول ﷺ کے غدار تھے اور سیدنا امیر حمزہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما اس لئے زندہ ہیں کہ یہ رسول ﷺ کے وفادار ہیں۔ تو ہم کو موت اور زندگی کا فلسفہ معلوم ہو گیا کہ رسول ﷺ کی وفاداری کا نام حیات ہے اور رسول ﷺ سے غداری کا نام موت ہے اور جب یہ فلسفہ سمجھ میں آ گیا اور جب آپ کے سامنے یہ حقیقت واضح ہوگئی اور آپ اسی پر ایک بات اور سونچئے کہ جب وفادار زندہ ہے اور غدار مردہ تو آج ہم ۱۴۰۱ ہجری میں ہیں پھر ۱۵۰۱ ہو گئی پھر ۱۶۰۱ ہجری ہو گی کچھ ہو چکا کچھ ہوگا کچھ دنیا سے جا چکے کچھ جائینگے یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ جو رسول اللہ ﷺ کا وفادار ہے وہ زندہ ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کا غدار ہے وہ مردہ' اب اس کو ذہن نشین کرلو۔

زندے تحفہ پیش کرتے ہیں : دیکھو زندے ایک دوسرے کو تحفہ پیش کرتے ہیں...... ہم نے آپ کو کوئی تحفہ پیش کیا اور آپ نے ہم کو کوئی تحفہ دیا' یہ زندوں کا طریقہ ہے۔ الحمداللہ ہم سب زندہ اور ہمارے سب جانے والے بھی زندہ۔ یہاں سے ایصال ثواب کا تحفہ جاتا ہے اور اُدھر سے اُن کے فیوض و برکات آتے ہیں۔ زندے زندوں کو دے رہے ہیں مگر مردہ نہ لینا جانتا ہے نہ دینا جانتا ہے **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه۔**

اب تم اس راز کو سمجھ لو۔ وہ کہتے ہیں مت بھیجو' مت بھیجو۔ سوچتے ہیں کہ ہم اپنے والے کو تو بھیج ہی نہیں پاتے تو یہ لوگ بھی اپنے والے کو نہ بھیجیں۔ اُن سے کہنا کہ تم نہیں بھیج کر ٹھیک ہی کئے کہ اُدھر والے بھی مردہ' اور تم بھی مردہ۔ مردہ' مردے کو نہیں دیتا۔ ہم زندہ' زندے کو دے گا **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه۔**

کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ ایک مردہ کچھ بیچ رہا ہو اور ایک مردہ کچھ لے رہا ہو۔ مردوں میں لین دین نہیں ہوتا۔ یہ سب صرف زندوں میں ہوتا ہے۔ زندہ لیتا ہے' زندہ دیتا ہے۔

گاہک بھی زندہ ہے اور دوکاندار بھی زندہ ہے۔ لین دین زندوں میں چلتی ہے تو سنو ! ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں وفادار باحیات' یہ ہزاروں کا مجمع' یہ آندھرا پردیش کے لاکھوں کروڑوں مسلمان' یہ ہندوستان کے بے شمار مسلمان رسول ﷺ کے وفادار ہیں۔ غوث الاعظم وہاں وفادار ہیں' غریب نواز وہاں وفادار ہیں' محبوب الٰہی وہاں ہیں' سہروردیت وہاں ہیں' نقشبندیت وہاں ہیں' بعض اولیاء قادریت وہاں ہیں' بعض اولیاء چشتیت وہاں ہیں اور ہم یہاں ہیں .....مگر وہ وہاں جاچکے۔ حضرات صحابہ کرام' اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہاں جاچکے' اولیاء کرام وہاں جاچکے۔ رسول اللہ ﷺ کہ وفادار غوث الاعظم وہاں اور اُن کے ماننے والے یہاں۔ ہم یہاں زندہ اور وہ وہاں زندہ۔ وفاداری کا نام زندگی' ہم وفادار یہاں زندہ وہ وفادار وہاں زندہ۔ چونکہ ہم زندہ ہیں تو کبھی محرم آیا تو کبھی عاشورہ میں کبھی گیارھویں میں کبھی بارھویں میں ہم سے جو ہوسکا ﴿**قل ھواللہ**﴾ پڑھا بھیج رہے ہیں الحمد پڑھا بھیج رہے ہیں ایصال کرر ہے ہیں۔ ایصال پر ایصال کرر ہے ہیں۔ کوئی نیک کام کیا' ایصال کرر ہے ہیں۔ کوئی ثواب کیا' ایصال کرر ہے ہیں۔ قرآن پڑھا' ایصال کرر ہے ہیں۔ ہم زندہ یہاں سے بھیج رہے ہیں اور وہ ہمیں پلٹا رہے ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ بھیجنے والا کیا چاہتا ہے بھیجنے والے کی کیا تمنا ہے بھیجنے والے کی کیا بے کسی ہے جو شان ہماری ہے اس شان کے موافق ہم بھیجتے ہیں اور اُن کی جو شان ہے اُن کی شان کے مطابق وہ لوٹاتے ہیں۔ ہم جو بھیجتے ہیں تو ایصال ہے اور وہ لوٹاتے ہیں تو وصول ہے۔ یہاں پر ایصال کیا تو وہاں پر وصول ہوا۔ ہم زندہ تھے تو ہم نے بھیجا' وہ زندہ تھے تو انہوں نے لوٹایا۔ اب مردوں کو دیکھو نہ یہاں سے کچھ بھیجتے ہیں نہ وہاں سے کچھ آتا ہے۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

موت کا مزہ : موت آتی ہے یہ اپنی جگہ برحق ہے۔ موت کا مزہ چکنا ہے قربان جاؤں قرآن کی فصاحت وبلاغت کے' یہ نہیں کہا کہ مرنا ہے' یہ نہیں کہا کہ مرار ہنا ہے۔ کیا پیاری

بات کہی صرف موت نہیں کہا بلکہ فرمایا ہے ﴿ذائقة الموت﴾ موت کا مزہ چکھنا ہے۔ موت کا مزہ چکنا ہے۔کبھی آپ دال چکھتے ہیں تو کیا پیٹ بھر کر چکھتے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ کسی نے کسی سے کہا کہ بہن ذرا نمک چک لو۔ تھوڑا نمک لیا اور زبان پر رکھا اور کہا ہاں ٹھیک ہے اسی کو چکھنا کہتے ہیں۔ اور اگر کسی نے ایک کٹورا لے کر پی لے تو کیا یہ چکھ رہا ہے یا اڑا رہا ہے اور کہے کہ سالن ذرا چکھ تو لو' اُس نے بوٹی غائب کر دی کیا اُس نے چکھا ہے۔قربان جایئے قرآن کے' اُس نے کہا ہے کہ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ موت کا ذائقہ لینا ہے۔

موت کا آنا اور ہے اور رہ جانا اور ہے۔ آ کر کے رہ جانا ثابت نہیں جیسا کہ میں حیدرآباد آیا' یہ ثابت۔ کیا کوئی دعویٰ کرے گا کہ رہ گئے۔ موت آئی اور رہ گئی اسکے لئے دوسری دلیل لاؤ یہ تو صرف آنا بتلاتی ہے' رہ جانا نہیں بتلاتی ہے۔ موت کا طاری ہونا اور ہے موت کا باقی رہنا اور ہے۔ طاری تو یہ شہدائے اُحد پر بھی ہوئی' باقی نہیں رہی۔ طاری تو یہ شہدائے کربلا پر بھی ہوئی' باقی نہ رہی ...... طاری رہنا اور ہے باقی رہنا اور ہے۔ جب باقی رہنا نہیں تو پھر طاری ہونے کی ضروری کیا ہے؟ پہلے تم نظام سمجھو اور اسلام کے اخلاق کے ضابطہ کو سمجھو کہ ہم مرے کب ہیں ہم کو بتلاؤ اور ہم کب مریں گے ہم کو بتلاؤ۔ ہم پہلے عالمِ ارواح میں تھے رہتے رہے جتنے دن تک اللہ تعالیٰ نے چاہا رکھا پھر حکم ہوا دنیا بدلو۔ ہم فوراً ماں کے شکم میں آ گئے۔ اس نے جب تک چاہا رکھا سات، آٹھ، نو مہینے اور پھر حکم ہوا دنیا بدلو' پھر ہم یہاں آ گئے' پھر اُس نے رکھا پانچ دس سال' چالیس سال' پچاس سال' سو سال ......بس اللہ کی مرضی ہے جب تک اس نے چاہا رکھا' پھر حکم ہوا کے دنیا بدلو۔ قبر میں چلے گئے پھر وہاں ہم رہ رہے ہیں' معلوم نہیں کتنے برس رہیں گے پھر حکم ہوگا دنیا بدلو۔ پھر ہم حشر میں چلے جائیں گے' پھر وہاں حساب ہوگا گھنٹہ دو گھنٹے ایک ہفتہ ایک مہینہ ایک سال نہ جانے کتنے دن ہوں گے۔ محشر کے میدان میں رہیں گے پھر حکم ہوگا کہ دنیا بدلو' جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ ہم کو بتلاؤ کہ ہم مرے کب ہیں؟ ہم تو دنیا ہی بدلتے رہے۔

اللهم صل علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه۔

عالم ارواح میں رکھا تو وہاں رہے۔ ماں کے پیٹ میں رکھا تو وہاں رہے۔ دُنیا میں رکھا

تو وہاں رہے۔ عالمِ برزخ میں رکھا تو وہاں رہے۔ محشر میں رکھا تو وہاں رہے۔ جنت میں رکھا تو وہاں رہے۔ تو ہم گئے کب یہ تو ہمارا سفر ہے۔ تم ہمارے سفر کو موت کہتے ہو۔ یہ تو ہماری منتقلی ہے۔ یہ ہمارا ٹرانسفر ہے' یہ تو ہمارا ارتحال ہے اس لئے جب کوئی مرجاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ انتقال کیا ہے' سانحہ ارتحال ہوا ہے وصال ہوا ہے۔ نہ انتقال کے معنی مرنا ہے نہ ارتحال کے معنی مرنا ہے نہ وصال کے معنی مرنا ہے۔ جب مرنا نہیں ہے تو مرنے پر مرتے کیوں ہیں۔ اب ہم بتلائیں گے کہ یہ موت پھر کیا ہوئی ہے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت﴾ ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ ٹرانسفر بلا وجہ نہیں ہوتا۔ ایک وجہ ہے چاہے وہ دُنیا کا ٹرانسفر ہو۔ اس سے قبل ہم عالم ارواح میں تھے' حکم ہوا شکم مادر میں پہنچے۔ بھاہے انتقال مکانی' وہاں رہتے رہے آپ سب جانتے ہیں کہ ایک دردِ زِہ سبب ہوا ہمارے یہاں منتقل ہونے کا' بغیر اس دَرد کے کوئی منتقل نہیں ہوا اور یہ ماں کا وہ عظیم الشان احسان ہے کہ اگر بندہ اپنی ماں کے آرزوؤں کی تکمیل میں گردن بھی کٹا دے تو اس درد کا معاوضہ ادا نہیں کرسکتا۔ تو ہم اس درد سے احسان مند ہوئے ہیں ﴿ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾ کا سبب ہے۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے ماں اگر ناراض ہے تو سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے آج ہم بڈھا بڈھی کہہ کر ٹال دیتے ہیں اگر یہی تمہارا لڑکا تمہارے بڈھا بڈھی کہہ دے تو پھر کیا ہوگا۔

جو پھل اپنی جڑ سے جدا ہو جاتا ہے اس کو دیکھنے کوئی بیوپاری نہیں آتا۔ جڑ سے تعلق رکھو گے تو قیمت رہیگی ورنہ سوکھ جاؤ گے۔ ماں جڑ ہے یہ ایک درخت سبب ہے جو شکم مادر سے دنیائے فانی میں منتقل کر رہا ہے تو دَرد نازل کیا گیا۔ پھر یہاں رہے پھر ہم کو یہاں سے منتقل کیا جانا ہے عالم برزخ میں۔ موت کو بھیجا گیا کہ جاؤ روح قبض کرو' یہ روح قبض کرنا وسیلہ ہے انتقال یعنی منتقلی کا۔ وہاں دردِ زِہ وسیلہ ہے منتقلی کا اور یہاں ملک الموت کا آ کر روح قبض کرنا وسیلہ ہے منتقلی کا۔ جیسے ہی ہم وہاں قبر میں پہنچے تو مَنْ رَبُّكَ، مَادِيْنُكَ، مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُل جب ان تفصیلوں سے گذرا تو اب یہیں جنتی یا جہنمی ڈکلیر ہوگئے۔ نیچے ہی ڈکلیر ہوگئے' یعنی مَنْ رَبُّكَ، مَادِيْنُكَ، مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُل تمہارا رب کون؟

تمہارا دین کیا ہے؟ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اگر ایمان والا جواب دیتا ہے تو جنتی، اگر نہ دے سکا **لَا اَدْرِیْ** میں نہیں جانتا وہ کافر۔ پھر محشر میں اُس کے اعمال پوچھے جائیں گے، اُس کی زندگی کا حساب ہوگا کہ نماز پڑھا کہ نہیں؟ روزہ رکھا کے نہیں؟ زکوٰۃ دیا کہ نہیں؟ حج کیا تھا کے نہیں؟

☆☆☆☆☆☆

موت کیا ہے : موت کے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’علماء کرام فرماتے ہیں کہ موت مٹنے اور فنا ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ موت کے یہ معنیٰ ہیں کہ روح کا تعلق جسم سے ختم ہوجاتا ہے اور یہ ایک حجاب ہے جو روح اور جسم کے ساتھ قائم ہوجاتا ہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونے کا نام موت ہے‘۔ (شرح الصدور)

موت عدمِ محض اور فنا مطلق کا نام نہیں کہ انسان مرے تو بالکل نیست و نابود ہوکر رہ جائے بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوجانے کو موت کہتے ہیں **ان الموت لیس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الی حال** (کتاب الروح)

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **الموت جسر بوصل الحبیب الی الحبیب** کہ موت ایک ایسا پُل ہے حبیب کو حبیب کے ساتھ ملاتا ہے۔ (مظہری)

تفسیر جلالین میں ہے ’حیات وہ شیٔ ہے جس سے احساس وادراک حاصل ہوتا ہے‘ معلوم ہوا کہ حیات کے لئے روح کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ بخاری شریف میں ستون حنانہ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی جدائی میں کھجور کا تنا رونے لگا یہاں تک کہ آقا کریم ﷺ نے اُسے اپنے ساتھ لگا کر تسلی دی۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شجر وحجر کا سلام عرض کرنا، درختوں کا زمین پر چلنا، کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، احد پہاڑ کا حرکت کرنا اور پھر آپ کے حکم پر ساکن ہوجانا وغیرہ کتب حدیث میں بیان ہوا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بغیر روح کے بھی جسم میں حیات ممکن ہے۔ اس بناء پر علماء و محققین نے موت وحیات کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

موت وحیات عادی : جسم کے اندر رُوح کا موجود ہونا حیات عادی ہے اور رُوح کا نکل جانا موتِ عادی ہے۔

موت وحیات حقیقی : جسم میں علم وادراک اور قدرت واحساس کا پایا جانا حیات حقیقی اور ان صفات کا نہ پایا جانا موت حقیقی ہے۔

آیت کریمہ کا مفہوم یہی واضح ہوا کہ ہر جان کو موتِ عادی آئے گی یعنی اس کی روح کا تعلق اس کے جسم سے ضرور منقطع ہوگا البتہ حیات حقیقی باقی رہے گی کیونکہ اسی حیات حقیقی کی وجہ سے میت کو قبر میں نعمت یا عذاب کا احساس ہوگا۔ یہی برزخی حیات ہے۔

فنا ہونے کے لئے پیدا نہیں ہوئے : بلال بن سعد نے اپنے وعظ میں کہا' اے زندگی اور ہمیشگی کے چاہنے والو ! تم فنا ہونے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ تم ابد اور ہمیشگی کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ (شرح الصدور' ابونعیم)

روح کو موت نہیں بلکہ موت صرف جسم کو ہے کیونکہ یہاں فرمایا گیا ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اگر روح بھی مر جائے تو مزہ کون چکھے۔ روح باقی ہے (کبیر' روح المعانی)

موت میں بھی مزہ ہے کسی کی موت لذیذ ہے کسی کی شدید۔ کسی کی موت میٹھی ہے کسی کی کروی' مگر چکھنی سب نے ہے۔ بعض لوگ مر کر محبوب سے چھوٹتے ہیں' بعض مر کر محبوب سے ملتے ہیں۔ جو چھوٹتے ہیں اُن کے لئے موت کروی ہے' جو موت کے ذریعہ محبوب سے ملتے ہیں اُن کی موت میٹھی ہے۔

موت آنی سب کو ہے مگر کسی کی موت آنی فانی طور پر آتی ہے کہ آئی اور ختم ہوئی' پھر انہیں زندگی مل گئی اور کسی کی موت قیامت تک باقی۔ (تفسیر صاوی)

روح کا تعلق اپنے جسم سے رہتا ہے بدن کی تکلیف سے روح کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور بدن کے آرام سے روح کو بھی آرام ہوتا ہے جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتی' پہچانتی ہے اور اس کی بات سنتی ہے اور مسلمان کی نسبت تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسلمان

مَر جاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں 'روح کے لئے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں بلکہ سب جگہ برابر ہے۔ مردہ کلام بھی کرتا ہے اس کی بولی عوام جن اور انسان کے سوا حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔ قبر میں جو کچھ عذاب وثواب مردے کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اس پر گذرتی ہے وہ سب چیزیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں زندہ لوگوں کو اس کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ جیسے سوتا ہوا آدمی خواب میں آرام وتکلیف اور قسم قسم کے مناظر سب کچھ دیکھتا ہے لذت بھی پاتا ہے اور تکلیف بھی اُٹھاتا ہے مگر اس کے پاس ہی میں جاگتا ہوا آدمی ان سب باتوں سے بے خبر رہتا ہے۔

مُردوں کا سُننا (سماعِ موتی) : جنگِ بدر میں جب کفار کو شکست ہوئی اور بڑے بڑے مشرکینِ مکہ ہلاک ہوگئے تو (ابوجہل' عتبہ......) کی لاشیں ایک گڑھے میں پھینک دی گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ گڑھے کے پاس تشریف لائے اور اُن کافروں کا نام لے کر فرمایا **ھل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا** اے فلاں بن فلاں' اے فلاں بن فلاں' ذلت اور عذاب کا جو وعدہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا تھا اُس کو تم نے سچا پالیا؟ بے شک میرے رب نے نصرت وکامرانی کا جو وعدہ میرے ساتھ فرمایا تھا میں نے تو اسے سچا پالیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ایسے جسموں سے کلام فرمارہے ہیں (جو بے جان لاشے ہیں) جن میں روح نہیں ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تم اُن سے زیادہ سننے والے نہیں ہو' مگر یہ کہ یہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری ومسلم)

ثابت ہوا کہ کافر مُردے بھی سنتے ہیں' پس جب کافر مردے بھی سماع اور ادراک وشعور رکھتے ہیں تو پھر مسلمان خصوصاً اولیاء عظام اور انبیاء کرام علیہم السلام بعد وصال کیونکر سماع اور ادراک وشعور سے محروم ہو سکتے ہیں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے دوست احباب اُسے دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے' (بخاری ومسلم)

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو قبر سے ٹیک لگا کر بیٹھے دیکھا تو فرمایا' اے شخص ! اس قبر والے کو تکلیف نہ دے' (مسند احمد' مشکوٰۃ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' جب میں اپنے حجرہ مبارکہ میں آتی جہاں حضور ﷺ آرام فرما ہیں تو اپنی چادر اُتار کر رکھ دیتی اور کہتی کہ یہاں میرے شوہر اور میرے والد آرام فرما ہیں' اُن سے پردہ کی حاجت نہیں۔ لیکن جب سے وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے تو خدا کی قسم ! میں اُن سے حیا کے باعث اپنی چادر اچھی طرح لپیٹ کر حجرہ میں آتی ہوں' (مسند احمد)

اگر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ عقیدہ نہ ہوتا کہ وہ مقدس نفوس اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زیارت کرنے والے کو دیکھتے بھی ہیں تو وہ ایسا اہتمام نہ کرتیں۔

سماع موتی یعنی مُردوں کے سننے کے ثبوت کے لئے اتنی زیادہ احادیث ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ' جب کوئی شخص مردے کو سلام کرتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے اور اگر وہ اُسے دُنیا میں پہچانتا تھا تو اب بھی وہ اُسے پہچان لیتا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت البقیع میں آرام فرمانے والے اپنے غلام کے پاس تشریف لے جاتے یا شہداء احد کے مزارات پر قدم رنجہ فرماتے تو ان الفاظ سے اہلِ قبور کو سلام کرتے **السلام علیکم یااھل القبور** (اے قبروں میں رہنے والو تم پر سلام ہو) اور قبور کی زیارت کے جو آداب حضور ﷺ نے اپنی اُمت کو تعلیم فرمائے ہیں اُن میں بھی اسی طرح انہیں سلام کہنے کی تلقین کی گئی ہے اور ایک بچہ بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس قسم کا کلام انہی سے کیا جاتا ہے جو سُن رہے ہوں اگر اہلِ قبور سنا نہ کرتے تو سلام فرمانے کا یہ انداز نہ ہوتا۔

مرنے کے بعد روحانی کمالات :

حقیقت انسانیت وہ چیز ہے جو مرنے کے بعد بھی زندہ اور باقی رہتی ہے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم اور روح ان دونوں میں جو اصل حقیقت ہے وہ روح ہے مرنے

کے بعد جسم سڑ گل بھی سکتا ہے منتشر اور بکھر بھی سکتا ہے۔ مرنے کے بعد جسم انسانی فنا ہو جاتا ہے اجزائے جسمانی کا تعلق روح سے ہوتا ہے خواہ اجزاء بکھرے ہوئے ہوں یا اکٹھے ہوں۔ جسم فانی ہے روح باقی ہے اور روح کی صفات بھی باقی ہیں اس کے کمالات بھی باقی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرنے کے بعد جب انسان کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر مومن اور کافر دونوں کو دباتی ہے مومن کو قبر ایسے دباتی ہے جیسے ماں اپنی اولاد کو محبت سے دباتی ہے قبر تو آغوشِ مادر ہے۔

اگر روح کو فانی قرار دیں تو یوں سمجھئے کہ قبر کا عذاب اور ثواب سب کچھ ختم اور حساب وکتاب بھی نہ ہو اور پھر حشر ونشر کیسا؟ سارا دین ختم ہو کر رہ جائے۔ مظہر تجلیاتِ صفاتِ الٰہی اور آئینہ جمالِ رب ہونا یہ روح کی صفت ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ کا ذکر ہے یہ روح کی غذا ہے۔ مرنے کے بعد نماز، روزہ، حج زکوٰۃ اور دوسری نیکیاں یقیناً باقی رہیں گے۔ مرنے کے بعد تمام روحانی صفتیں باقی رہیں گے۔ قبور کے اندر بھی روحانیت زندہ ہوتی ہے اور روحانی کمالات بھی باقی ہوتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان نہر کھودی گئی تھی تو اتفاقاً وہ نہر اسی راستے سے آئی جس میں اُحد کا قبرستان آتا تھا۔ مزدور کام کر رہے تھے ایک مزدور نے کھدائی کرتے ہوئے زمین میں پھاوڑا مارا تو اتفاقاً وہیں ایک شہید دفن تھا وہ پہاوڑا اس شہید کے پاؤں کے انگوٹھے میں جالگا اور خون جاری ہو گیا (جذب القلوب، شیخ عبدالحق محدث دہلوی) یہ تو قبر میں حیات جسمانی کی دلیل ہے کہ مرنے کے بعد اُن کے جسم میں بھی زندگی موجود ہے اور چہ جائیکہ روح جو ہے ہی باقی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا، آج کے بعد شہداء کی حیات کا کوئی انکار نہیں کرسکتا، جب لوگ مٹی کھود رہے تھے تو اس سے مشک کی طرح خوشبو آرہی تھی۔ (طحطاوی، شرح الصدور)

مُردوں کو اچھا کفن دو آپس میں ملاقات کرتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے مُردوں کو اچھا کفن دیا کرو (اچھے کفن سے مُراد یہ ہے کہ وہ سفید ہو، پاک وصاف ہو) کیونکہ وہ قبروں کے اندر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں (صحیح مسلم)

مُردے پوچھتے ہیں فلاں کس حال میں ہے : شعبی سے روایت ہے کہ جب مُردے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے فوت شدہ عزیز واقارب پوچھتے ہیں کہ فلاں اور فلاں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو۔ (شرح الصدور)

زیارت سے مُردہ کو انس ہوتا ہے : ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کے لئے جاتا ہے تو وہ اس سے انس حاصل کرتا اور اس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔ (شرح الصدور)

مُردہ زندہ کو پہچانتا ہے : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے جاننے اور پہچاننے والے کی قبر کے قریب سے گزرتا ہے اور اس مُردہ کو سلام کرتا ہے تو وہ قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی روایت ہے۔ (شرح الصدور)

مُردے زندہ کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ سے رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کہ میں قبرستان سے گزرتا ہوں تو کیا کوئی کلام ہے جو مُردوں سے کروں، تو آپ نے فرمایا کہ جب تم اُن سے گزرو تو یوں کہہ دیا کرو **السلام علیکم یا اهل القبور من المسلمين والمؤمنين انتم سلفنا ونحن لكم تبع وانا ان شاء الله بكم لاحقون** یعنی اے قبر والوں مسلمانوں اور مومنوں تم پر سلام ہو تم ہمارے پیشتر اور ہم تمہارے تابع اور بے شک ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ تو ابو رزین رضی اللہ عنہ عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ کیا وہ سنتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے ابورزین کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کی بجائے ان کی تعداد کے برابر فرشتے تمہیں جواب دیں۔ اور مُردوں کا جواب نہ دے سکنے سے مُراد اس طرح کا جواب ہے کہ جس کو انسان اور جنات نہیں سن سکتے لیکن وہ جواب زندہ کا ضرور دیتے ہیں۔ (شرح الصدور)

مُردہ کو سب سے زیادہ انس : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مُردے کو قبر میں سب سے زیادہ انس اس شخص کے آنے سے ہوتا ہے جو کہ دُنیا میں اس کا اچھا ساتھی اور دوست تھا۔ (شرح الصدور)

مُردے زندہ ہیں قیامت تک جواب دیں گے : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جنگ احد سے واپسی پر حضرت مصعب بن عمیر اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبروں پر گئے اور فرمایا **اشھد انك احیـاء عند الـلـه ضرورو‌هم وسلموا علیهم فو اندی نفسی بیده لا سیم احد الا روا علیه الی یوم القیامته** یعنی میں گواہی دیتا ہوں تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہو۔ تو اے لوگو! ان سے ملاقات کرو اور انہیں سلام کرو کیونکہ یہ قیامت تک جواب دیں گے۔ (شرح الصدور)

مُردے کو قبر میں صاحبِ زیارت کا علم ہوتا ہے : محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ تک یہ حدیث پہیے کہ مُردے کو اپنی زیارت کرنے والوں کا علم اور جمعہ کے دن کا علم اور اس کے ایک دن بعد تک بھی ہوتا ہے۔ (شرح الصدور)

قبر سے بیٹے کو دیکھنا : حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے ایک عالمِ دین شخص نے بتایا کہ میں اپنے باب کی قبر پر ہمیشہ جایا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مٹی ہے اور اس پر جانے کا کیا فائدہ؟ تو میں نے باپ کی قبر پر جانا چھوڑ دیا۔ ایک دن میرے والد میرے خواب میں آئے اور فرما رہے تھے کہ اے میرے بیٹے ! تم نے آنا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں مٹی کے ڈھیر پر آ کر کیا کروں گا۔

تو میرے والد نے کہا اے بیٹے ! ایسا نہ کہو کہ جب تم میری قبر پر آتے تھے تو میرے ہمسائے مجھے بشارت دیتے تھے اور جب تم واپس جاتے تھے تو میں تمہیں دیکھتا رہتا تھا یہاں تک کہ تم کوفہ میں داخل ہو جاتے ہو۔ (بیہقی، شرح الصدور)

زندوں کے اعمال مُردوں پر پیش کئے جاتے ہیں : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مُردہ عزیز و اقارب پر پیش کئے جاتے ہیں اگر اعمال صالحہ ہوتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں ورنہ دُعا کرتے ہیں اللھم لا تمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا اے اللہ تو اُن کو موت نہ دینا یہاں تک کہ اُن کو ہماری طرح ہدایت نہ دے۔ (شرح الصدور)

☆☆☆☆☆☆

محشر کا حساب کتاب کیا ہے؟ سب سے پہلے نماز پوچھی جائے گی۔ ہاں ضرور پوچھی جائے گی کہاں محشر میں۔

روزِ محشر کہ جانگداز بود اولیں پرسش نماز بود

محشر سے پہلے جو قبر کا امتحان ہے اُس کی بھی کچھ تیاری ہے۔ قبر کا امتحان پہلا امتحان ہے حشر کا امتحان دوسرا امتحان ہے۔قبر میں عقیدہ پوچھا گیا، عمل نہیں۔ اطاعتِ والدین نہیں پوچھا گیا، اطاعت خلق نہیں پوچھا گیا، اطاعت اُستاد نہیں پوچھا گیا، پڑوس کے حقوق، بندوں کے حقوق ...... کچھ نہیں پوچھا گیا۔ اللہ کے بارے میں عقیدہ بتلاؤ۔ دین کے بارے میں عقیدہ بتلاؤ۔ نبی ﷺ کے بارے میں عقیدہ بتلاؤ۔ ان تینوں کے بارے میں تم ڈیکلر ہو گئے تو تم مومن اور جب محشر کا وقت کئی ہزار برس آئے گا تو تم بتلانا کہ نماز پڑھا تھا کہ نہیں، روزہ رکھا تھا کہ نہیں، اے اللہ ایسا نظام کیوں کہ پہلے ایمان اور بعد عمل۔ عشق نے جواب دیا کہ اللہ عالم الغیب ہے وہ چاہتا ہے کہ جو ایمان والے نہیں انکی جھڑتی یہیں ہو جائے۔ نماز اُس سے پوچھی جائے جو اپنا ایمان ثابت کر چکا ہو، قبر کے جوابات دے کر کامیاب ہو چکا ہو، نماز اُس سے پوچھی جائے جو ایمان والا ہو، جو سچے عقیدہ والا ہو۔

تو اب تم روزِ محشر نماز کو پیش کرنا چاہتے ہو تو اپنے ایمان کو بچاؤ۔ اگر ایمان لٹ گیا تو نماز پڑھ کر بھی پیش نہ کر پاؤ گے۔ زکوٰۃ دے کر بھی پیش نہ کر پاؤ گے۔ حج ادا کر کے بھی پیش نہ کر پاؤ گے' روزہ رکھ کر بھی نہ پیش کر پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے قبر میں پہلے ایمان کا امتحان لیا' اور محشر پر اعمال کے امتحان کو ڈالدیا۔ اعمال کا بعد میں' ایمان کا پہلے۔ ایمان والا ہو تو اعمال کا امتحان لیا جائے گا۔ اگر ایمان والا نہ ہو تو یہیں برخواست۔

ہم جو قبر میں امتحان دیتے ہیں وہ ہمارا ایمان کا امتحان ہوتا ہے ہم اکیلے ہی ہوتے ہیں منکر نکیر آئے پوچھا **مَنْ رَبُّكَ** جب ہم جواب دے رہے ہیں تو ٹیچر ہمارے سامنے ہے نہ مرشد ہمارے سامنے ہے نہ مبلغ ہمارے سامنے ہے نہ مقرر ہمارے سامنے ہے' نہ ہادی نہ مہدی ہمارے سامنے ہیں۔ **مَنْ رَبُّكَ** کا جواب اکیلے ہی دو۔ **مَادِيْنُكَ** کا جواب اکیلے ہی دو۔ **مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذا الرَّجُل** کا جواب اکیلے ہی دو۔ اور جب بفضل الٰہی ہم تینوں سوالوں کا جواب صحیح دے دیا تو گویا ہم محشر میں انٹرویو کے لئے بلائے جا رہے ہیں۔

چلو جب تم قبر کے امتحان میں پاس ہو گئے ہو اب بتلاؤ کہ نماز پڑھی تھی کہ نہیں' روزہ رکھا تھا کہ نہیں' زکوٰۃ دیا تھا کہ نہیں' پانچوں نمازیں پڑھا کہ نہیں اور بتلاؤ کہ گھریلو زندگی کیسی تھی؟ تجارتی زندگی کیسی تھی؟ جوانی میں زندگی کیسی تھی اور ازواجی زندگی میں جب قدم رکھا تو کیسی رہی؟ پہلے لڑکے کی تربیت کیسی کی' دوسرے لڑکے کی تعلیم کیسے دلوائی' اور جب تم کو پانچ لڑکیاں ہوئیں تھیں تو تم نے اُس کو کیوں بُرا سمجھا؟ دیکھو رسول اللہ ﷺ کو بچیوں سے اتنا پیار تھا کہ انہوں نے بچے کو ترجیح نہ دیا۔ ہمارے رسول ﷺ مکمل ہیں۔ رسول ﷺ میں کوئی نقص نہیں۔ اگر لڑکے ہی میں خوبی ہے تو بغیر لڑکے کے رسول نہ رکھے جاتے۔ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی آواز دے رہی ہے کہ میرے والد کی تکمیل میرے وجود سے ہے وہ خود اپنے آپ سے مکمل ہے کسی کے ہاں بیٹی ہونا اتنی فخر کی بات ہے کہ پیغمبر ﷺ نے اُس فخر کو پسند کیا ہے۔ خیر حشر میں یہ پوچھا جائے گا' وہ پوچھا جائے گا۔ متقین اور صالحین تو جواب دے ہی جائنگے۔ اولیاء کاملین تو جواب دے ہی دینگے۔ ہاشمی جیسے گنہگار بہت سارے ہیں اُن کو اندازہ ہی نہیں کہ کتنے بیشمار گناہوں میں گھرے

ہوئے ہیں۔ ایسے بیشمار لوگ ہوں گے۔ خدا کے احتساب اور اُس کے جلال کا سامنا نہ کر سکیں گے اور جب گنہگاروں کو یہ اندیشہ شروع ہو جائے گا کہ کہیں ناکام نہ ہو جائیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ جنت کا دروازہ بند کر دیا جائے' کہیں ایسا نہ ہو کہ جہنم کے دھکتے ہوئے شعلوں کے سپرد ہم کو کر دیا جائے۔ اس کسمپرسی کی حالت میں ہم احتساب سے مرعوب ہو کر کلیجہ منہ پر آنے کو تھا کہ کسی کی آواز آئی اے مولیٰ اُس نے قبر میں ایمان کا ثبوت دے دیا ہے اور وفاداری کا ثبوت دے دیا ہے ترے رسول ﷺ کی اُمت ہونے کا ثبوت دے دیا ہے غوث الاعظم کہہ رہے ہیں کہ مولیٰ اس سے حساب نہ لے' اُسے چھوڑ دے۔ اولیاء کرام آواز دے رہے ہیں کہ اے مولیٰ یہ ہزاروں میرے ہیں تو اُن کو معاف کر دے۔ قطب نے کہا یہ بیس ہزار میرے ہیں مولیٰ معاف کر دے۔ غریب نواز نے کہا مولیٰ یہ لاکھ میرے ہیں تو انھیں معاف کر دے۔ غوث الاعظم نے کہا مولیٰ یہ کڑوڑوں میرے ہیں تو انھیں بخش دے۔ پھر ہمارے رسول ﷺ بول پڑے کہ مولا یہ سارے کے سارے میرے ہیں تو انہیں معاف کر دے۔ **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

قبر اور حشر کا مزاج : قبر کا مزاج اور ہے حشر کا مزاج اور ہے۔ یہ موت ان ہی منظروں کے جلوؤں کے دکھانے کے لئے آتی ہے۔ مرو گے نہیں تو قبر میں کیسے جاؤ گے؟ موت مردہ بنانے آتی ہے یا درشن (دیدار) کرانے آتی ہے۔ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں اگر میں یہیں کرسی پر بیٹھے بیٹھے آپ سے وعدہ کروں کہ تم مجھے اپنا گھر دو میں تمہیں رسول ﷺ کا چہرہ دکھاؤں گا۔ پکا وعدہ تم ایک ہاتھ سے جائیداد پوری کی پوری دے دو' دوسری طرف سرکار ﷺ کا جلوہ بے پناہ بے مثال اپنی آنکھوں سے دیکھو۔ حیدرآباد کی زمین پر ایسے بھی عاشق رسول ﷺ ہیں کہ اس بات کو سستا سمجھیں۔ اے ہاشمی تم نے صرف جائیداد کی بات کی ہے سرکار ﷺ کا جلوہ دیکھنے کے لئے ہم جان دے دینے کو تیار ہیں۔ لوگ اس مجمع میں ہیں یا نہیں' یقیناً ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے چہرہ کو دیکھنے کے لئے اپنی تھالی'

اپنے برتن، اپنا زیور دے سکتے ہیں۔ یہ میرے اللہ کا کرم دیکھو، غریب بندو ! یہ امیر ہوئے ہیں ضمیر بیچ کر، یہ امیر ہوئے ہیں دوسرے کمپنیوں اور ایجنسیوں کے چمچے بن کر۔

غریبو ! تم اپنی غربت سے مت گھبراؤ۔ یہ پیسے رکھ کر بھی مدینہ نہ دیکھ سکے ہیں۔ یہ پیسہ رکھ کر بھی گنبد خضریٰ کی محبت نہیں رکھتے ہیں۔ میں تمہیں غریبی میں دکھاؤنگا اگر میں تم کو رسول کا چہرہ دکھلا دوں تو تم مجھے ایک لاکھ روپے دوگے۔ کوئی کہے گا میں دس لاکھ دوں گا۔ میں اپنی بچوں کے کپڑے بیچ کر دے سکتا ہوں، مجھ کو رسول ﷺ کا چہرہ دکھا دو۔ کتنی بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے لوگ اس مجمع میں بیٹھے ہیں۔

مجھے یقین وضمانت کے ساتھ چہرہ دکھادو۔ میں جس وقت چہرہ دیکھ لوں گا دستخط کر دوں گا۔ لیکن موت تجھ پر قربان اے موت : تو وہ حسین تحفہ ہے ہم جس کو دیکھنے کے لئے لاکھوں دینے کو تیار ہیں۔ تو، تو مفت میں دِکھلا دیتی ہے موت کا کام مُردہ بنانا نہیں ہے بلکہ تپتے ہوئے امتی کو نبی کریم ﷺ چہرہ دکھلانا ہے۔ جب ہم قبر میں پہنچیں گے اور جب سرکار ﷺ کا چہرہ دیکھیں گے تو ہماری سمجھ میں آجائے گا کہ یہ بات ہے اور چہرہ اتنا حسین ہے اب سمجھ میں آگیا کہ کیوں اس چہرہ پر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کلیجہ کٹایا تھا۔ اب سمجھ میں آیا کہ کیوں عباس علمبردار نے اپنے بازو کٹوائے۔ اب سمجھ میں آیا کہ کیوں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لاڈلے نے اس چہرہ پر اپنی گردن دے دی تھی۔ اب سمجھ میں آیا کہ خاندانِ نبوت کا ایک ایک بچہ اسی جمال کو دیکھنے کے لئے بے چین تھا۔ اب سمجھ میں آیا کہ یہی چہرہ ہے کہ ابوبکر وعمر وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مکہ چھوڑ وایا تو مکہ چھوڑ دیا۔ اسی چہرہ کی دیار کی حرمت کے لئے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کٹ گئے مگر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو کٹنے نہیں دیا۔ اسی چہرہ کی حرمت میں حالتِ صلوٰۃ میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے زخم لے لئے اور کوئی شکایت قاتل سے نہیں کی، قاتل موت کا سبب ہے اور موت قرب کا سبب ہے اس موت کی کیا شکایت جو محبّ کو محبوب سے ملائے۔ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے تلوار کا سخت اور مہلک زخم کھاتے ہی خوشی کا نعرہ مارا فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ اللہ (کعبہ کے رب) کی قسم میں اپنی مُراد کو پہنچا اور کامیاب ہو گیا، یہ کاہے کی خوشی ہے، آپ وہ کونسی مراد کو پہو نچے۔

موت سے وہ ڈریں، جو رسول ﷺ کو منہ نہیں دکھلا سکتے۔ موت سے وہ ڈریں جو رسول ﷺ کو اپنی طرح سمجھتے ہیں۔ جو رسول ﷺ کو گاؤں کا چودھری سمجھتے ہیں۔ جو رسول ﷺ سے آنکھ ملانے کے قابل نہ ہوں۔ ہم کیوں موت سے ڈریں موت ہمارے لئے تحفہ ہے۔ موت ایک پردہ کو اٹھا دینے والا دستِ مبارک ہے۔ موت ایک پل ہیں جو محبّ کو محبوب سے ملاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ کہکر ایمان والوں کو اطمینان دے دیا کہ گھبراؤ مت کہ تم محبوب سے صرف پچاس سال دُور رہو گئے، ستر سال دُور رہو گئے، میں موت کا مزا چکھا کر قریب کردونگا۔ موت کے ذریعے اُن کے قدموں میں پہونچا دونگا۔ موت کے ذریعہ اُن کا دیدار کروادوں گا۔ اب یہ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ افسردگی نہیں، فسردگی نہیں، ہماری پسندیدگی کی دلیل ہے۔ اس لئے جو رسول ﷺ کی طرف جانے میں لپک رکھتی ہے تو یہ لپک راہِ خدا ہے۔ اس میں جو کٹے ہیں وہ زندہ ہیں، زندہ ایسا ویسا نہیں پہلے کہا ﴿وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَات﴾ مت کہو جو راہ خدا میں قتل کردئے گئے ہیں مردہ۔

مت کہو پہلے ہے، مُردہ بعد میں۔ اگر ایسا ہوتا کہ جو راہ خدا میں قتل کردیئے گئے ہیں مردہ ہیں مت کہو۔ کیا حرج تھا؟ یہ لاتقول پہلے کیوں؟ قرآن ہے جب ہی تو میں اطمینان سے غور کررہا ہوں۔ اگر مولوی کی بات ہوتی تو توجہ بھی نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام فصیح و بلیغ ہے اور حکمت سے خالی نہیں۔ وہ فرماتا ہے لاتقول مت کہو راہ خدا میں جو قتل کردئے گئے مردہ ہیں مت کہو۔ ایسا بھی کہہ سکتے ہیں مگر ایسا کہنے میں ایک سُقم ہے اس لئے کہ مت کہہ بعد میں کہا ایک لمحہ کے لئے تو کہد یا پھر انکار کیا کہ مت کہو یہ مردہ ہیں کہکر جو انکار کیا یہ بھی اللہ کو گوارہ نہیں۔ شہید کی وہ منزل ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی انکار گوارہ نہیں اور مُردگی کا ایک لمحہ کے لئے بھی اعتراف گوارہ نہیں لاتقول۔ دوسری جگہ بھی قرآن فرماتا ہے۔ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآء﴾ ذرا غور کیجئے ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْن﴾ مت گمان کرو جو راہِ خدا میں قتل کردئے گئے ہیں مردہ۔ مت کہو، مت سونچو۔ اللہ تعالیٰ نے شہید کو مردہ کہنے سے روکا اور مردہ سونچنے سے

بھی روکا۔ کہہ دو تو قرآن سے انکار، سوچ لے تو قرآن سے انکار ...... دونوں حالت میں خارج از اسلام، خارج از قرآن بھی ہو گئے۔ زبان کو بھی روک دیا گیا اور سوچنے کو بھی روک دیا گیا۔ کہنے کا تعلق زبان اور قلم سے ہے اور سوچنے کا تعلق دِل و دماغ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زبان و قلم پر بھی پہرہ بٹھا دیا اور دِل و دماغ پر بھی۔ آپ دُنیا کے قانون اور اسلامی نقطۂ نظر سے بتلائیں کہ اگر ایک صاحب چوری کریں تو کیا سزا ہے۔ قطع ید یعنی ہاتھ کاٹنا۔ اگر کوئی رات بھر سوچ رہا ہے کہ میں اُٹھ کر چوری کروں گا پچاس ہزار سے کم نہیں کروں گا اور اُٹھ کر نہ کرے تو کیا سزا ہے؟ سوچنے کی تو کوئی سزا نہیں ہے۔ چوری سوچ کر رہ جاؤ، بچ گئے۔ ڈکیتی سوچ کر رہ جاؤ، بچ گئے۔ کوئی بھی جرم سوچ کر رہ جاؤ، بچ گئے۔ تمہارے پر کوئی حد یعنی سزا جاری نہیں ہو گی، لیکن اگر شہید کو سوچ بھی لو تو اسلام سے نکل جاؤ گے۔ خدا کو سوچنا تک گوارہ نہیں اور جب ہر شہید کا یہ عالم ہے تو سنوارا ہوا شہید، پالا ہوا شہید یہ تو ہر شہید کا عالم ہے تو پھر رسول ﷺ کا اپنا شہید۔ شہید تو سب شہید، لیکن اُن کے ہاتھ میں ڈھلا ہوا شہید، انھیں کی لڑکی کا دودھ پیا ہوا شہید انھیں کے نورِ نظر علی مرتضیٰ کی چھاؤں میں پلا ہوا شہید۔ محبوبِ پروردِگار نے صاحبِ ذوالفقار سے جس کا کردار پڑھوایا وہ شہید، جسے حسین ابن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کہتے ہیں اور محرم کی یہ پہلی تاریخ ہے اُن کے صبر و ضبط و تحمل و استقامت و مظلومیت کا امتحان و آزمائش کا تسلسل جو عاشورہ تک پہنچ کر کیا ہوا، دُنیا جانتی ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کون ہیں یہ سیدنا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر نہ کوئی کہہ سکا ہے نہ میں سُن سکا ہوں۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین   دین است حسین دین پناہ است حسین
سرداد نہ داد دَر دستِ یزید   حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

پچاسوں مرتبہ یہ رباعی سُنا ہو گا مگر ایک بار میرے کہنے پر پھر پڑھئے، مگر یہ خیال کر کے جس مصرع میں حسین لفظ ہے خواجہ غریب نواز نے اُس میں یزید کا لفظ نہیں رکھا اور جس مصرع میں لفظ یزید ہے اس مصرع میں حسین نہیں رکھا، اب ذہن بنا کر پڑھو۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین — یہاں یزید نہیں ہے
دین است حسین دین پناہ است حسین — یہاں یزید نہیں ہے
سرداد نہ داد دَر دستِ یزید — یہاں حسین نہیں ہیں
حقا کہ بنائے لاالہ است حسین — یہاں یزید نہیں ہے

خواجہ غریب نواز نے فیصلہ کر دیا کہ میرے ایک مصرع میں دونوں اکھٹا نہیں ہوں گے تو اجمیر کے تاجدار سلطان الہند تم یزید وحسین کو ایک مصرع میں اکھٹا نہیں کر سکتے تو مومن بھی دِل میں دونوں کو اکھٹا نہیں کر سکتا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے قربانی آخر میں کیوں دی :

امام حسین رضی اللہ عنہ نے قربانی سب کے بعد دی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی دوسرا شہید نہیں ہوا؟ اگر یہ پہلے شہید ہو جاتے تو سب بچ جاتے' تاخیر کیوں کی' شہادت میں لیک ہونی چاہیئے۔ سرکار حسین رضی اللہ عنہ آپ کی شہادت کی بعد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بچ جائیں تو علی اصغر رضی اللہ عنہ بھی بچ جاتے' علی اکبر رضی اللہ عنہ بھی بچ جاتے' سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ بھی بچ جاتے' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی بچ جاتے...... اگر آپ پہلے گردن دے دئے ہوتے۔ آپ نے ایک نوجوان بھیجا شہید ہو گئے' پھر ایک نوجوان بھیجا شہید ہو گئے۔ ماں کی گود میں کھیلتا ہوا شہید شہید ہو گیا' تاخیر کیوں کی؟ آپ سے یزید کا مستقبل غیر یقینی بنا ہوا تھا' آپ سے یزید کے تخت کے پائے ہل رہے ہیں' آپ سے یزید کو اختلاف و جھگڑا تھا۔ اگر آپ پہلے ہی رن میں اپنی گردن دے دیئے ہوتے تو جس طرح آپ کے بعد بچ گئے ویسے ہی سب بچ جاتے' پھر کیوں دیر کی؟ تاخیر کی وجہ بتلاؤ؟ تاخیر کی وجہ بتلانے میں بارگاہ رسالت ﷺ میں چلوں تا کہ بات مضبوط سے مضبوط تر ہو۔ ایک بات بتاؤ کہ نماز کی حالت میں دُنیا کا خیال کیسا ہے؟ ممکن ہے کہ مفتیوں کا فتویٰ ہو کہ نماز ہو جائیگی۔ اپنے دل سے بولو کہ دین میں ڈوب کر پڑھی جانے والی نماز اور دُنیا میں گھوم کر پڑھی جانے والی نماز میں فرق ہے کہ نہیں؟ آپ نماز میں

کھڑے ہوگئے' خیال آیا کہ جلدی سے جانا ہے کسی نے لٹریچر دینے کو کہا تھا۔ معین صاحب سے پیسے لینا ہے۔ **اللہ اکبر** تکبیر باندھ لی' زبان سے نیت ہے کہ میں نے چار رکعت عشاء کی اللہ کے واسطے پڑھ رہا ہوں اور دِل میں ہے کہ جلدی نماز پڑھا دو مجھکو جانا ہے یہ جو دنیا بھر کا خیال آتا ہے کیا یہ نماز ہوئی؟ کیا ایسا ہی پڑھنا چاہئے؟ ایک روشن ضمیر ولی نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے امام صاحب سے کہا کہ جو تیری نیت ہے وہ میرے پیر کے نیچے ہے۔ یہ بات شہنشاہ کو بہت بُری لگی کہ اُس نے تو نیت نماز کی ہے تو نے تو اُس کی توہین کردیا۔ بعد میں جب (ولی کے قدموں کے نیچے) کھودا گیا جہاں وہ کھڑے تھے تو پتہ چلا کہ اُس میں دیگ نکلا' اُس میں سونے کی اشرفیاں تھیں۔ پوچھنے پر امام صاحب نے کہا کہ میں سونچ رہا تھا کہ شہنشاہ پیچھے نماز پڑھ رہا ہے ایسی عمدہ قرات پڑھوں کہ شہنشاہ خوش ہوجائے اور مجھ کو انعام دے دے تو میں اپنی لڑکی کی شادی کردوں' یہی دِل میں تھا' اس لئے وہ بزرگ بولے یہ جو تیری نیت تھی وہ میرے پیر کے نیچے ہے۔ دنیا میں ڈوب کر پڑھی جانے والی نماز اور ہے اور دین میں ڈوب کر پڑھی جانے والی نماز اور ہے۔ نماز وہ ہے کہ اگر تیر بھی کھینچ لو تو علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو خبر نہ ہو' جب علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی نماز ایسی ہو تو نبی ﷺ کی نماز کیسی ہوگی؟ کیا ہمارا نبی ﷺ نماز کی حالت میں دُنیا کی طرف متوجہ ہوگا؟ یہ فضول عقیدہ کس کو ہوسکتا ہے؟ غور فرمایئے' نبی ﷺ کے بارے میں ہر کلمہ گو کا یہ اطمینان ہے کہ اور اہلِ اسلام کا یہ سکون اور اطمینان ہے ایقان ہے یہ اذعان ہے کہ ہمارا نبی ﷺ حالتِ صلوٰۃ میں متوجہ الی الدنیا نہیں ہوسکتا۔ اگر بیشک ہے تو بتاؤ' اور ہم ایک نماز رسول ﷺ کی دِکھائیں گے کہ سرکار رکوع میں گئے پھر کھڑے ہوگئے اور پھر سجدہ میں گئے ابھی رسول ﷺ سجدہ ہی میں ہیں اور حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کا بچپن ہے وہ اپنے نانا کو سجدہ میں دیکھ کر پشتِ مبارک پر سوار ہوگئے' رسول ﷺ نے سجدہ کو طویل کردیا' سَر اُٹھاؤں تو حسین کہیں گر نہ جائیں' سجدہ کو طویل کردیا' اگر حسین اُتریں تو سَر اُٹھے جب تک نہ اُتریں اتنی دیر تک انتظار میں رہے۔ مجھکو بتلاؤ کہ سجدہ کی حالت میں رسول ﷺ نے حسین کی طرف توجہ کی کہ نہیں؟ رسول ﷺ حالتِ صلوٰۃ میں متوجہ الی الحسین ہوئے کہ نہیں؟

اب ایک جواب دو کہ حسین دین ہے کہ دُنیا؟ چاہے جو کہو مجھے اصرار نہیں ہے لیکن اگر حسین کو دنیا کہیں گے تو رسول ﷺ کی نماز پر اعتراض ہوگا کہ رسول ﷺ حالت نماز میں متوجہ الی الدنیا ہوئے۔ آپ وہی کہو جو غریب نواز نے کہا ہے :

دین است حسین دین پناہ است حسین

حسین (رضی اللہ عنہ) دین ہے۔ ایک بات عرض کر دوں کہ رسول ﷺ نے جو سجدہ کیا اُس وقت حسین تصور میں نہیں تھے۔ سجدہ میں سَر گیا جب پشت پر حسین آ گئے تو تصور میں حسین آ گئے' اُٹھا نہیں رہے ہیں وہ جب اُتریں تو سر اُٹھاؤں۔ تو مجھے کہنے دو بانگ دہل بلا خوف وتردید بولتا ہوں کہ رسول ﷺ نے سر جھکایا تھا خدا کے لئے اور نہیں اُٹھا رہے ہیں حسین کے لئے' تاخیر فرما رہے ہیں حسین کیلئے۔ جب رسول ﷺ اپنا سر نہ اُٹھائیں تو دوسروں کا سر اُٹھتے ہوئے کیسے دیکھیں گے۔ ہے کوئی جو حسین کے سامنے سر اُٹھائے؟ تو بتاؤ حسین دین ہے کہ دنیا؟ دین اور ایسی دین ہونے کا انھیں ہے یقین۔ اس لئے حسین رضی اللہ عنہ جب کربلا میں پہنچتے ہیں اور دشمنوں کو دیکھتے ہیں۔ وہ کسی غصہ وجلال کے ردعمل کا شکار نہیں تھے۔ رحمۃ للعلمین کے نواسے تھے' زخم پر جس نے شبنم چھڑکی ہو' گالیوں پر جس نے دُعائیں دی ہوں اُس نبی کا نواسہ ہے۔ جب وہ کربلا میں پہنچتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ دشمن تو بڑی کثیر تعداد میں مارنے آئے ہیں۔ اگر یہ مجھے مار دیں گے تو اُن کیلئے یہ بہت بُرا ہوگا جائزہ لے رہے ہیں۔ یزیدیو' یزیدی بھیڑیو ! اگر تم کو فاطمہ کے لال کا لہو چاہئے' اگر خاندانِ نبوت کا خون چاہئے' اگر تیرا خنجر تیری تلواریں خاتونِ جنت کی اولاد کے لہو سے اپنی پیاس بجھانا چاہتی ہے تو میں علی اکبر کو دیتا ہوں' یہ علی اصغر جارہا ہے اُسے لے لو' عباس علمبردار جارہے ہیں اُن سے پیاس بجھالو' قاسم جارہے ہیں اُن سے پیاس بجھالو' دو چار کو شہید کر کے باز آ جاؤ۔ اپنی تلواروں کو نیام میں ڈال کر واپس چلے جاؤ تاکہ کچھ تاخیر ہو کچھ وقت تو لگے گا' شاید اُن کی سمجھ میں آ جائے گا' شاید کسی لمحہ رہبری ہو جائے۔ اگر یہ سمجھ گئے اور لوٹ گئے تو ظالموسنو ! علی اصغر کا قاتل بھی بھیانک مجرم ہے' عباس کا قاتل بھی بھیانک مجرم ہے لیکن جو جنابِ قاسم کو قتل کرے گا وہ قاتل مومن ہوگا اگر تم مومن ہی کو

قتل کر کے لوٹ گئے تو میں رحمۃ للعلمین کا دامن پکڑ کے تمہاری شفاعت کر وا سکتا ہوں' لیکن میں دین ہوں' اگر عجلت میں مجھے مارو گے تو بے دین ہو جاؤ گے' مغفرت کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ حسین رضی اللہ عنہ اپنے دشمنوں پر تاخیر کر کے رحم کر رہے ہیں' تاخیر کی راہ سے فضل فرما رہے ہیں' اپنے دشمنوں کو بھی مہلت دے رہے ہیں کہ اب تو بھی سنبھل جائیں ۔ جب انھوں نے یقین کرلیا کہ دشمن سمجھ بوجھ کر قدم بڑھا رہا ہے تو پھر حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ذوالفقار نکالی اور نکال کر میدان کا رزار میں آ گئے ہماری مہلت کو بزدلی نہ سمجھو' ہماری مہلت کو ہماری مجبوری نہ سمجھنا۔ حیدری جکھار کا شیر نر بچھڑ کر یزیدی بھڑیوں پر حملہ آور ہوا تو پشتوں کے پشتے لگا دئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ تلوار صفایا کر دے۔ رب تعالیٰ کو مقصود تو یہ نہیں تھا کہ یزیدی مارے جائیں۔ رب تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ یزیدیت ماردی جائے۔ جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو عبادت نے تلوار کو تھام لیا اور حسین رضی اللہ عنہ نے یہ ذہن دیا کہ باپ کے ہاتھوں سے ملی ہوئی تلوار کو دُنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اے عصر کی نماز تیری طاقت مسلّم' میں تیری طاقت کے اعتراف سے اپنی تلوار کو نیام میں داخل کرتا ہوں' مشیئت اسی لمحہ کی منتظر تھی کہ جب تلوار اندر ہو تو تب وار ہو' تاکہ پتہ چل جائے کہ ظالم' عالم کو مار رہا ہے' تاکہ پتہ چل جائے کہ فاسق' عابد کو مار رہا ہے دنیا کھڑے کھڑے مرتی ہے حسین رضی اللہ عنہ سجدہ میں جا کر مرتے ہیں۔ اب بات صرف یہیں آ کر ٹھہر جاتی ہے کہ تلوار چلی مگر حسین کو مُردہ نہ بنا سکی۔

کربلا میں فاتح کون ؟ موت کا فلسفہ سمجھنے سے پہلے ایک بار اور ذہن بناؤں گا کہ فاتح کون ہے جو بات ہار جائے وہ ہار گیا۔ یزید کی بات صرف یہ تھی کہ میں حسین کا ہاتھ لوں گا' مطالبہ تھا کہ اُن کا ہاتھ چاہئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بات کیا تھی تم سر لے سکتے ہو ہاتھ نہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۱۰/محرم کو شہید ہوئے تو دشمنوں نے سَر کاٹا اور سَر ہی لے کر چلے اور دمشق پہنچے اور دربارِ یزید میں گئے۔ اے قاتلو ! بتلاؤ کہ جب تم نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اُس وقت تم نے

سَر کا ٹا تھا تو اسی وقت حسین کا ہاتھ کیوں نہیں کا ٹا؟ کم سے کم یہ کٹا ہوا ہاتھ ہی تو دربار تک لے جاتے ہوتے، کم سے کم یزید یہ کہہ سکتا تھا کہ حسین جب تک زندہ تھے تب تک تم نے ہاتھ نہیں دیا، جب تم مر گئے تو میں نے تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں لے ہی لیا ہے ......لیکن حسین کا اقتدار دیکھو، یہ شہید کی طاقت دیکھو، جب زندہ رہے ہاتھ نہیں دیا تب شہید ہوئے پھر بھی ہاتھ نہیں دیا اور دمشق میں جو چیز پہنچی وہ سَرِ حسین تھا، دستِ حسین نہیں تھا۔ گویا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ قاتل کی ذہنیت پر قابض تھے۔ قاتل کے عقل و ذہن پر حکومت حسین کی تھی کہ تم وہی کاٹنا جو میں دینے کو تیار ہوں وہ نہیں کاٹنا جو میں دینے کو تیار نہیں۔ میں سَر دینے کو تیار تھا، شمر میرا سَر لے جاؤ۔

امتحان گاہ میں آزمائش ہوتی ہے : اِس دور کے یزیدی طنز کرتے ہیں کہ جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھوکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے بچایا کیوں نہیں؟ یہودیت نے اگر طنز کیا ہوتا تو ہم منہ بند کر لیتے، نصرانیت نے کہا ہوتا تو ہم سمجھ جاتے۔ تم کلمہ پڑھ کر اس طرح کی باتیں کرتے ہو کہ اختیار ہوتا تو اپنے نواسے کو کربلا میں بچا لیتے۔ نادان تجھے نہیں معلوم کہ لڑکا جب اسکول میں جاتا ہے تو اُس کو ایک ایک استاد پڑھاتے ہیں اور جب لڑکے کی کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے تو کھڑے ہو کر پوچھتا ہے۔ جب باپ سے پوچھتا ہے تو وہ بھی اُس کی مشکل کشائی کر دیتا ہے۔ بڑی بہن سے پوچھا، اُس نے مدد کر دیا۔ بڑے بھائی سے پوچھا، اس نے مدد کر دیا، کیونکہ وہ پڑھ رہا ہے پڑھتے وقت جب ضرورت پڑے گی مدد مل جائیگی اسکول میں مدد ملے گی کلاس میں مدد ملے گی گھر پر ٹیوٹر آئے گا اُس سے مدد ملے گی اس لئے کہ وہ پڑھ رہا ہے۔ اور وہ جب پڑھ چکا اور امتحان گاہ میں جا چکا تو باپ کھڑا ہے مدد نہیں کرے گا۔ ٹیچر کھڑا ہے مدد نہیں کرے گا اسلئے کہ وہ اس وقت درسگاہ میں نہیں ہے امتحان گاہ میں ہے۔ اور جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ درسگاہ نبوت ﷺ میں تھے رسول اللہ ﷺ مدد کر رہے تھے۔ جب آغوش سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ میں تھے سیدنا علی مرتضٰی مدد کر رہے تھے۔ آغوشِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں تھے

سیدہ فاطمہ مدد کررہی تھیں۔ جب آغوشِ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ میں تھے سیدنا حسن مدد فرمارہے تھے۔ جب تک حسین سیکھ رہے تھے نبی ﷺ بھی مدد کررہے ہیں، علی مرتضٰی بھی مدد کررہے ہیں، مدد پر مدد ہوتی چلی جارہی ہے۔ نماز کیسے پڑھیں، انھوں نے سیکھا، روزہ کیسے رکھیں انھوں نے سیکھا، اسلام کیا ہے انھوں نے سیکھا، نبی ﷺ کی امارت کیا ہے انھوں نے سیکھا، اور سیکھتے گئے۔ لیکن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اُس وقت مدینہ منورہ میں نہیں تھے۔ حسین اُس وقت گنبد خضریٰ میں نہیں تھے، حسین اُس وقت نجف اشرف میں نہیں تھے جو پکارتے وہ درسگاہ میں نہیں تھے جو پکارتے وہ کربلا کے امتحان گاہ میں تھے جہاں وہ یہ ثابت کررہے تھے کہ مجھکو میرے نانا نے سنوارا ہے کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے، میرے دادا نے نکھارا ہے کسی سے مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے، میرے بھائی کی آرزوئیں میرے ساتھ ہیں، میری متقیہ ماں کی تمنائیں میرے ساتھ ہیں، میرے مولائے متقین باپ ہیں۔ سرکار ﷺ کا باقی سب کچھ آپ ہیں **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

معلوم ہوا کہ درسگاہ کا مزاج اور ہے امتحان گاہ کا مزاج اور۔ امتحان تو اُن (طنز کرنے والوں) کو یا اُن کے بزرگوں کو دینا تو نہیں پڑا۔ پھر یہ کیا جانے کہ امتحان کا کردار کیا ہوتا ہے؟ دینِ پاک مصطفٰے ﷺ کو پھیلانے کے لئے مریں ہم، کٹیں ہم، خون ہم دیں۔ کیا ہم اُن کے ساتھ نہ چلیں جنھوں نے ہم کو مسلمان بنایا، جنھوں نے اسلام دیا ہے۔ ابوجہل کوشش کرتے کرتے مرگیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچیں۔ خوارج کوشش کرتے کرتے مرگئے کہ لوگ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچیں، تم بھی کوشش کرکے دیکھ لو۔ حسین کا کٹا ہوا سَر نیزہ کی نوک پر دربارِ یزید کی طرف رواں دواں ہے۔ میں غیرتِ مومن سے پوچھتا ہوں جب سَر کاٹ دیا تھا تو بات ختم ہوگئی تھی یہ زیادتی کا سبب کیا ہے کہ نیزہ پر لگائے۔ ذرا سا سوچ کر دیکھو منظر کو دماغ میں لاؤ۔ سَر حسین اعظم کا کٹا، اور یہ گلے کے اندر جو حلق ہے جس سے پانی اور کھانا اُترتا ہے اُس میں خنجر۔ یہ گردن صرف انسان ہی کی نہیں تھی یہ وہ گلہ تھا کہ جسے رسول اللہ ﷺ چوما کرتے تھے۔ مسلمانو! تم اسود کو کیوں

چومتے ہو' اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے چوما۔ اگر کوئی آج حجرِ اسود پر حملہ کرے تو برداشت کروگے؟ ہرگز نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ ایک پتھر کو چوم لے تو تم اس کی توہین برداشت نہیں کرسکتے ہو اور جس گلہ کو رسول اللہ ﷺ نے چوما ہے آج وہ کاٹا جارہا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ حسین کی گردن کٹ رہی ہے میرا دِل کہتا ہے کہ بوسہ گاہ مصطفے ﷺ کٹ رہی ہے اور ہزاروں کی بھیڑ میں وہ سربلند۔ خاموش الفاظ میں جب عاشق نے اس منظر کو دیکھا کہ نیزہ پر حسین کا سر ہے سوچ میں پڑ گیا کہ اے قاتلو ! تم اس امام کی گردن کاٹ کر بھی اپنے سر کو اتنا اونچا نہ کرسکے جتنا یہ کٹ کر تمہارے ہاتھوں میں اونچا ہے۔ معلوم ہوا کہ گردن بچانے والے سربلند نہیں ہوتے' کٹانے والے سر' سَر بلند ہوتے ہیں۔

میرے نوجوانو ! کٹا ہوا سر بلند ہے اس کو اپنے ذہن میں رکھو' یہ ہے تمہارے ماضی کی کہانی۔ یہ ہے تمہارے اسلاف کی بولتی جیتی جاگتی داستان۔ اسی میں چھپی ہوئی ہے تعلیم قرآن' اسی میں ضمانت ہے تمہارے شاندار مستقبل کی تعلیم۔

یزید ایسا ہارا ایسا ہارا کہ کوئی بھی یزید بننے کو تیار نہیں۔ ایسی بڑی ہار تو تاریخ میں کسی کی نہیں ملتی۔ کیا کوئی آج یزید بننے کو تیار ہے۔ حیدرآباد میں لاکھوں مسلمان ہے کوئی احمد حسین' محمد حسین' علی حسین' کسی کا نام انور حسین ...... یہ حسین نہ جانے کیسے انداز میں کہاں کہاں ہیں بے شمار ہیں متعدد انداز سے یہ لفظ حسین آج سماج پر چھایا ہوا ہے۔ کیا کسی کا نام یزید بھی ہے؟ آج یزید کہلانے کی بھی کسی میں ہمت نہیں۔

یہ صدی کی پہلی رات' میں نے حسین کی اسلئے کی ہے بات' تاکہ اسی قربانی کے سانچے میں تم ڈھال لو اپنی ذات۔ آنے والی صدی ہماری مظلومیت کی صدی۔ ہماری بے کسی کی صدی' بے بسی کی صدی نہیں بلکہ ہمارے درخشاں مستقبل کی صدی بنی ہے چاہے یہ ہمارے سکون سے بنے' چاہے ہمارے جنون سے بنے' یا بہتے ہوئے خون سے بنے۔ اسے ہمیں ایک سنہرا مستقبل بنانا ہے' اس میں ہمیں اپنے اسلاف کی آبرو کی حفاظت کرنی ہے اسکے لئے آپ کو ہمیشہ بیدار رہنا ہے۔ موت ضرور آئی لیکن موت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کومردہ نہ بنا سکی۔ اب ذرا کھل کر بولوں موت فاروق اعظم کومردہ نہ بنا سکی' موت عثمان غنی کومردہ نہ بنا سکی۔ موت حیدر کرار کومردہ نہ بنا سکی' موت حسین ابن علی کومردہ نہ بنا سکی۔ موت علی اصغر' علی اکبر' حضرت قاسم' عباس علمبردار کو مُردہ نہ بنا سکی' موت سید سالار مسعود غازی کومردہ نہ بنا سکی۔

تم کہاں اپنی غیرت ایمانی کو بیچ دیئے اور کہاں رکھدیا اپنی حمیت دین کو۔ جب موت شہدائے بدر کومردہ نہ بنا سکی' جب موت شہدائے اُحد کومردہ نہ بنا سکی' شہدائے کربلا کومردہ نہ بنا سکی' شہدائے ہند کومردہ نہ بنا سکی' شہدائے حیدرآباد کومردہ نہ بنا سکی' یہ موت جب رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کومردہ نہ بنا سکی۔ موت رسول اللہ ﷺ کومردہ کیسے بنا سکتی ہے؟ موت کا آنا اور ہے مردہ ہو جانا اور ہے۔ یہ موت ہی ہے جس سے کُفر چڑتا ہے' یہ موت ہی ہے جس پر ایمان لپکتا ہے۔ موت ہم تیرے شکر گذار ہیں کہ تو نے کفر و اسلام کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دیا۔ یزید کو حسینؓ سے لڑنے کی خواہش تھی ہی کربلا میں آنے کی جرات نہیں کیا۔ صبر و شکر کی منزلوں سے حسین گذرتے چلے جارہے ہیں۔ موت قدم قدم پر یقین دلاتی چلی جارہی ہے اور آخر میں شہادت کا جام پی لیتی۔

کیا سیدنا امام حسین کی قربانی کی یاد منانا بدعت ہے : حسین کی شہادت نے محرم کو قربانی کا مہینہ بنایا ورنہ تم تو حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی یاد بقرعید میں جانوروں کو ذبح کر کے مناتے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانور ذبح کرنا نہیں چاہا بلکہ اپنے بیٹے کی گردن پر چھری پھیری تھی۔ اپنی طبیعت اور اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے حکم ہوا کہ جو تمہاری پسندیدہ چیز ہو وہ میری راہ میں قربان کردو۔ جب وہ سمجھ گئے کہ اشارہ بیٹے کی طرف ہے اور بیٹے کو لیا اور چل پڑے۔ اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے حقیقی بیٹے' پیارے لڑکے کو جو دِلوں کی دھڑکن تھا' جو آنکھوں کا نور تھا' دِل کا سرور تھا اُن کے حلقوم پر چھری رکھ دی' چاہا کہ کاٹ دوں تو رحمتِ پروردگار کو جوش آیا اے ابراہیم کٹوانا مقصد نہیں تھا' دُنیا کو دِکھانا مقصد تھا کہ جب باپ اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے

کو کاٹ سکتا ہے تو کل کبھی میرے محبوب ﷺ کی آبرو پر حملہ ہوا تو بندے دوسروں کی تلوار نہ دیکھیں گے اپنے حلقوم پیش کر دیا کریں گے' یہ جذبہ تم کو دینا تھا۔ میں تمہاری غیرت سے سوال کرتا ہوں تمہارے شعور کو آواز دیتا ہوں' تمہاری وجدانی صلاحیت کو آواز دیتا ہوں کہ کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کوئی خراش آئی تھی؟ خراش نہیں آئی بلکہ اُن کی جگہ دُنبہ آ گیا اور کٹ گیا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کھڑے مسکراتے رہے اور جانور کٹتا رہا۔

آج کون ہے جو اختلاف کرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کی یاد منانے پر' کسی کو بقرعید سے اختلاف نہیں ہے۔ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے ذبح ہونے کی عظمتوں سے کسی کو اختلاف نہیں ہے ...... پھر یہ کیسا بغض ہے' یہ کیسی غداری ہے کہ ایک قربانی جس میں گردن تک نہ کٹی ہو اُس کا تو جشن منالے اور دوسری قربانی جو سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے لڑکے نے کٹا دی ہے اگر اُس کی یاد منائیں تو بدعت کا فتویٰ ملتا ہے' حرام کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم سیدنا امام حسین کی قربانی کی یاد منانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ مجھے کہنے دو' وجہ صرف یہ ہے کہ نمرود سے تمہارا کوئی تعلق نہیں' اس لئے تم نے ابراہیم علیہ السلام کی یاد منائی۔ لیکن تم نے یزید سے سمجھوتہ کرلیا ہے اس لئے سیدنا امام حسین کی یاد نہیں منا رہے ہو۔ اور جو لوگ حسین کی یاد پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں تو اُن کو اپنے اجتماع کا جشن منانے کا حق نہیں' اُن کو اپنے مسلک کا جشن منانے کا حق نہیں ہے اور اُن کو اپنی جماعت کا جشن منانے کا حق نہیں ہے۔ جس رسول ﷺ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر دین پھیلایا ہے اگر تم اُن کی سنتوں پر عمل کرنا چاہتے ہو تو بناؤ' اپنے مکانوں کو ٹوٹا پھوٹا' اور بناؤ اپنے مسجدوں کو ناپختہ۔ بناؤ کویلو کے مکانات اور اونٹوں پر بیٹھ کر چلو اور پھر کہو کہ ہم سنت سے انحراف نہیں کرتے۔ اگر تمہارے ذہن میں صحت ہے' اگر تمہارے دِل میں اعتدال ہے' اگر تم انصاف پسند اور سلامت روی کی راہ پر چلنے کی صلاحیت رکھتے والے ہو' جو جشن ہمارے رسول ﷺ پہلے بزرگوں کا منا چکے' وہ جشن ہمیں اپنے پہلے والے بزرگوں کا منانے دو۔ رسول ﷺ نے تو اُمت کو یہی ذہن دیا ہے کہ میں جب ابراہیم علیہ السلام کا

جشن مناؤں گا تو میری اُمت سوچے گی کہ یہ اپنے پہلے والے بزرگوں کا جشن منا رہے ہیں تو وہ اپنے پہلے والے بزرگوں کا جشن منائے گی ۔ اسلام قربانی کا جشن اس لئے مناتا نہیں ہے کہ ہر گھر میں گوشت پکنے لگے' صرف اسلئے نہیں اور اسلئے بھی تا کہ قربانی کے فیضان کا احساس تم کو لو۔ یہ اسلام جو تم کو ملا ہے یہ نرم و نازک گدوں سے گذر کر تمہارے پاس نہیں آیا' پھولوں کی سیج پر سے گذر کر نہیں آیا ہے۔ یہ اسلام عظمت اللہ ہے۔ آج تم قادری ہو' آج تم چشتی ہو' آج تم نقشبندی و ابوالعلائی ہو' آج تم اہل قبلہ داہل کلمہ ہو۔ رسول ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو' صحابہ کرام نے تابعین عظام کو' تابعین نے تبع تابعین کو' انہوں نے اپنے نائبین کو' انھوں نے اپنے نائبین کو...... یہ سلسلہ ہم تک آیا۔ تم یہ سمجھے ہو کہ اسلام مسکراتا ہوا آگے بڑھا ہے یہ ہم تک جو اسلام آیا ہے تو کیا شراب خانہ سے ہو کر آیا؟ کیا جہانگیر کی شراب کی بوتلوں سے آیا ہے؟ کیا اکبر کے شیش محل سے آیا ہے؟ کیا عیاش ناکارہ ناخلف لوگوں کے میدانوں سے آیا ہے؟ بلجیم و ایران کے قالینوں سے' نرم و نازک گدوں اور صوفہ سٹوں سے آیا ہے۔

میرے دوستو ! تم نے اس اسلام کی قیمت نہیں جانی۔ ماں مسلمان' باپ مسلمان اور تو بھی مسلمان' اتنی آسانی سے تجھے اسلام مل گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھے ہیں' جس ذاتِ گرامی کو پورا کفر متحد ہو کر دولت دینے کو تیار' عورت دینے کو تیار' حکومت دینے کو تیار' مگر اُس نے پیٹ پر پتھر باندھا تو تب یہ سولت ہم کو ملی۔ خاندانِ نبوت کا بچہ بچہ اسلام پر قربان ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیٹھ جھلس گئیں' اُن مبارک جسموں کو گرم ریت نے جھلس دیا' وہ گھسیٹے جاتے تھے وہ اس بات پر گھسیٹے جاتے تھے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے وفادار کیوں ہو' اس بات پر بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی پیٹھ سیاہ کی گئی تھی کہ تم محمد ﷺ کا کلمہ کیوں پڑھتے ہو۔ آج ہم ناکارہ ہیں' خطاکار ہیں' گنہگار ہیں مگر کوئی سزا نہیں ملتی۔ اُن کو تو وفاداری پر سزا دی جارہی ہے۔ ہم ماں کو راضی نہیں رکھتے' باپ کو راضی نہیں رکھتے' بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے' کوئی ہم کو مارتا تک نہیں ۔مگر وہ اللہ و رسول کو مانتے ہیں اور ماننے پر

سزا پاتے ہیں۔ سنواور سوچو ! گردنیں کٹیں‘ سینہ کٹا۔ آج اگر کسی کے سینہ سے کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبایا جائے کہو کہ کیسا معلوم ہوگا؟ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کی سزا دی گئی کہ تم رسول اللہ ﷺ کے وفادار کیوں ہو۔

کم نظرو ! کلمہ پڑھنا آسان ہے‘ نماز پڑھنا آسان ہے‘ دعوئے اسلام آسان ہے‘ لیکن کلمہ نبھانا آسان نہیں‘ اُس کو نبھانے کے لئے صحابہ کرام کو تپتی ہوئی زمین پر اپنے جسم کو جھلسانا پڑا‘ اُس کو نبھانے کے لئے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کلیجہ نکالنا پڑا‘ اُس کو نبھانے کے لئے کربلا کی طویل داستان ہے‘ اُس کو نبھانے کے لئے سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ پر مامون کے دربار میں بے شمار کوڑے کھائے مگر رسول اللہ ﷺ کی وفاداری کا دامن نہیں چھوڑا‘ حضرت مجدد الف ثانی کو جیل کی تاریکیوں میں زندہ سپرد کر دیا گیا مگر کسی نے بھی دین کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز پڑھنے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے‘ زندہ رکھے تو مسلمان کی زندگی عطا فرمائے‘ موت دے تو مسلمان کی موت عطا فرمائے‘ ہمیں ایمان واسلام پر ثابت قدم رکھے۔ الٰہ العالمین ہمیں زندہ رکھے تو ایسی زندگی دے جو رکوع کرنے والوں کی زندگی ہو‘ ہمیں موت دے تو ایسی موت دے جو رکوع کرنے والوں کی موت ہو‘ ہمیں زندگی دے تو ایسی زندگی دے جو سجدہ کرنے والوں کی زندگی ہو‘ ہمیں موت دے تو ایسی موت دے کہ ساجدین کے ساتھ ہمارا حشر ہو‘ راکعین کے ساتھ ہمارا حشر ہو‘ سالکین کے ساتھ ہمارا حشر ہو‘ عارفین کے ساتھ ہمارا حشر ہو اور تیرے فضل وکرم سے انبیاء ومرسلین کے ساتھ ہمارا حشر ہو‘ اولیائے مقربین کے ساتھ حشر ہو‘ بزرگانِ دین کے ساتھ ہمارا حشر ہو‘ دل میں اُن کی محبت ہو‘ دل کے اندر اُن کی اطاعت کا جذبہ ہو۔

آج ہم بہت ساری مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں اور سب سے بڑی مصیبت یہ بے دینی‘ بد مذہبی‘ الحاد کے حملے ہیں جو ہر طرف سے ہمارے اُوپر ہو رہے ہیں۔ ہم کو دل کی گہرائیوں سے دُعا کرنا چاہیے: اے خدا تعالیٰ! زمانہ کی آفتوں سے ہم تمام مسلمانوں کو بچا‘ آشوب روزگار سے تمام مسلمانوں کو بچا اور بد مذہبوں اور بے دینوں کی ریاکاریوں سے بچا

اور اُن کے دامِ فریب میں جانے سے بچا۔ ہمارے کتنے ایسے بھائی ہیں جو اپنے دل میں نیک خواہشات رکھتے ہیں' مولیٰ تعالیٰ اُن کی خواہشات اور اُن کی نیک تمناؤں کو پورا فرمادے' مولیٰ تعالیٰ جو بیمار ہیں اُن کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرما اور جو بے اولاد ہیں اُن کی گود کو آباد فرما۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

اسلام کا نظریہ الٰہ اور مودودی صاحب : دین اور اقامتِ دین

اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب

حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی معرکۃ الاراء تصانیف

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے ایک کتاب 'قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں' تالیف کی ہے جس میں الٰہ' رب' عبادت اور دین کو قرآن کی بنیادی اصطلاحیں قرار دیتے ہوئے اُن کا ایک اور نیا مفہوم پیش فرمایا ہے۔ تفسیر بالرائے کی بنیادی غلطی کرتے ہوئے مودودی صاحب نے تحریف قرآنی کے شیعی عقیدہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ حضور شیخ الاسلام کے مندرجہ بالا تینوں کتابوں کے اندر پیش کردہ اعلیٰ معیارِ تحقیق' شرح و توضیح کا اچھوتا اور دل پذیر انداز اور مطمئن کر دینے والے طریقِ استدلال سے جہاں حضرت مصنف کے تبحرِ علم' اسلامی علوم کے مختلف شعبوں پر وسیع و عمیق نظر اور سلف سے کامل طور پر علمی و اعتقادی وابستگی کا پتہ چلتا ہے وہیں مودودی صاحب کی اصل حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین پر بے محابا تنقید کرنے والا انسان خود علمی اعتبار سے کتنا کوتاہ قد ہے۔

خطیبِ ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی کی تصانیف

صحیح طریقہ غسل: طہارت کے بغیر اسلامی شریعت میں کوئی عبادت قابل قبول نہیں

طہارت نصف ایمان ہے ...... طہارت اسلامی عبادات کا پہلا درس ہے

دُنیا کے تمام مذاہب' اسلام کے جامع نظامِ طہارت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں

احکامِ طہارت (استنجاء' وضو و تیمّم' پانی کے اقسام و احکام' نجاست کے احکام' غسل کی حکمتیں اور فرضیت کے اسباب' حیض و نفاس اور استحاضہ) سے متعلق تقریباً ایک ہزار مسائل کا منفرد مجموعہ

کتاب میں طہارت و غسل سے متعلق پیچیدہ و جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے

عورتوں کی نماز: خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ......نماز کے خصوصی مسائل کا گلدستہ
اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں جنس کو جسمانی طور پر اس طرح الگ الگ پیدا فرمایا کہ اُن کے تخلیقی نظام میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے' لہٰذا یہ کہنا کہ مرد اور عورت میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اس لئے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آ رہا ہے کہ مرد عورت میں نمایاں فرق ہے۔لباس' بال اور وضع قطع میں یکسانیت پیدا کر لینے سے جسمانی نظام کا فرق ختم نہیں ہو جاتا...... دونوں کی آواز میں تک فرق پایا جاتا ہے۔ جسمانی فرق کی وجہ سے کھڑے ہونے' جھکنے اور بیٹھنے کا انداز بھی مختلف ہو جاتا ہے۔۔نماز چونکہ جسمانی عبادت ہے اس لئے عورتوں کے لئے نماز ادا کرنے کا طریقہ بھی مَردوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کتاب میں نہایت سلیس انداز میں نماز کا طریقہ اور مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔۔کتاب کو اپنی انفرادیت کی وجہ سے ہندوپاک میں بےحد مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

حقیقتِ توحید : اسلام کے بُنیادی عقیدۂ توحید کو قرآن وحدیث اور علماءِ اُمّت کے ارشادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائلِ توحید' توحید اور شفاعت' شانِ کبریائی اور منصبِ رسالت' ربوبیت عامہ اور خاصہ' صفاتِ الٰہی' عقیدۂ توحید اور جشن میلاد النبی ﷺ' عبادت اور تعظیم' عبادت اور استعانت' وحدت وتوحید' بشریت وعبدیت مصطفیٰ ﷺ ......اس کتاب کے موضوعات ہیں

عبدیتِ مصطفیٰ ﷺ : اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید عالم حضور نبی کریم ﷺ کو جن کمالات وامتیازات سے نوازا' ان میں سب سے بڑا امتیاز وکمال عبدیت کاملہ کا مقام ہے۔ کتاب میں نہایت مستند ومدلل انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین نبی مکرم خیر البشر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ عبدیت' حقیقت مقامِ عبدیت' مقام عبدیت ورسالت' شان عبدیت ومحبوبیت' حضور ﷺ کی خلقت اور عبادت میں اولیت کو بیان کیا گیا ہے۔

گناہ اور عذابِ الٰہی : گناہ کیا ہے؟ حقوق اللہ اور حقوق العباد' گناہ کے نقصانات' گناہ کے اثرات' گناہ کے اسباب' گناہوں سے دنیوی نقصان' گناہ کے معاشرتی اور اخلاقی نقصانات' ہر گناہ کی دس بُرائیاں' گناہِ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ' گناہِ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں' گناہوں کا علاج ...... ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہ سے بچنے کے لئے اس اصلاحی کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

شیطانی وساوس کا قرآنی علاج : شیطان کے بارے میں حکم قرآنی، وسوسہ کیا ہے؟ اور کہاں سے ڈالا جاتا ہے؟ نظر بد شیطان کا زہر آلود تیروں میں سے ہے، غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وسواس کی بیماری ہوتی ہے، استنجاء کے مواقع میں شیاطین کا حاضر رہنا، رکعات نماز کی گنتی میں شیطان کی تلبیس اور اُس کا علاج، عورت فتنہ شیطانی کی مددگار، جمائی کے وقت شیطان کا پیٹ میں گھس جاتا ہے، تیز چھینک اور جمائی شیطان کے اثر سے ہے، شیطانی وسواس سے بچنے کا حکم، وساوس میں حضور ﷺ کی دُعائیں، جن، بھوت بھگانے اور آسیب دور کرنے کے مجرب وظائف

عورتوں کا حج وعمرہ : منفرد انداز اور نہایت ہی آسان زبان وبیان کے ذریعہ عورتوں کے حج وعمرہ کے خصوصی مسائل اور زیارتِ بارگاہِ نبوی ﷺ کے آداب کو قلم بند کیا گیا ہے۔ زائرین حج کے لئے بہترین گائیڈ ہونے کے ساتھ ساتھ عامۃ المسلمین کے لئے حج وزیارتِ بارگاہِ رسول ﷺ کا جذبہ پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ کتاب کے مطالعے سے آپ اپنے آپ کو عالمِ تصور میں حرمین شریفین میں محسوس کریں گے اور حج وزیارت کے رُوحانی لُطف سے سرشار ہوسکیں گے۔

ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال : دورِ جدید میں ہزار ہا سائنسی ایجادات کا ظہور ہورہا ہے اور یقیناً یہ سائنسی ایجادات انسانوں کے لئے باعث عز وشرف اور موجبِ زیب وزینت ہیں جس کی افادیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ باشعور علماء ومحققین نے سائنسی تحقیقات اور ایجادات کے استعمال کو یہ کہہ کر استعمال کرنے سے گریز نہ کیا کہ یہ اسلام کے خلاف ہے یا اسلامی قوانین وفقہ سے متصادم ہیں بلکہ اپنی ذہانت اور اجتہاد سے ان ایجادات کے استعمال کو شرعی طریقے پر استعمال کرنے کا سلیقہ، طریقہ بتایا اور اُمت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔ وقت کے دھارے سے مسلمانوں کو الگ نہ ہونے دیا۔ سائنسی ایجادات اب دین کی ضرورت بن چکے ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے فائدہ اُٹھانا ضروری ہو چکا ہے۔

سُنت و بدعت : سنت کی فاضلانہ تشریح اور بدعات ومنکرات ایک محققانہ جائزہ صاحبِ شریعت حضور ﷺ کے کلام میں 'سنت وبدعت' دومختلف ومتقابل چیزیں ہیں، اسی لئے اُن میں سے کسی ایک کا تعین اُس کی ضد کے تعین پر موقوف ہے۔ اگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ بدعت کسے کہتے ہیں وہ سنت کو نہیں سمجھ سکتا۔ جو کام حضور ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہوگا وہ سنت میں داخل ہوگا اور جو کام حضور ﷺ کے طریقے اور سیرت کے خلاف ہوگا وہ بدعت میں داخل ہوگا۔ اسلام میں کارِ خیر کا ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور بُرے کام نکالنا گناہ کا موجب۔

مطبوعات شیخ الاسلام اکیڈمی

تاجدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

رسول اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات	۱۸/	محبت رسول شرط ایمان	۲۰/	عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	۲۰/
اسلام کا نظریہ عبادت / تصورِ الٰہ	۴۰/	النبی الامی ﷺ	۲۰/	حقیقتِ نماز	۲۰/
دین اور اقامت دین	۵۵/	فضیلت رسول ﷺ	۲۰/	اتباع نبوی ﷺ	۲۰/
تعظیمِ نسبت و تبرکات	۲۰/	رحمت عالم ﷺ	۲۰/	تفسیر سورۃ والضحیٰ	۲۰/
محبت اہلبیت رسول ﷺ	۲۰/	عرفانِ اولیاء	۱۵/	معراج عبدیت	۲۰/
حقیقت نور محمدی ﷺ	۲۰/	غیر اللہ سے مدد !	۲۰/	ایمانِ کامل	۲۰/

عطائے غوث العالم، امیر کشورِ خطابت غازیٔ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

فلسفہ موت و حیات	۲۰/	شیعہ مذہب	۲۰/	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۳۰/
فضائل درود و سلام	۲۰/	تاجدارِ رسالت ﷺ	۲۵/	لطائفِ دیوبند	۲۵/

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

عورتوں کی نماز / صحیح طریقہ نماز	۲۵/	طریقہ فاتحہ	۱۵/	صحیح طریقہ غسل	۵۰/
جادو کا قرآنی علاج / آیاتِ شفاء	۸/	احکام میت	۲۰/	مسائلِ امامت	۱۵/
صحابہ کرام اور شوقِ شہادت	۲۰/	قربانی اور عقیقہ	۱۵/	نماز جنازہ کا طریقہ	۱۰/

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شرح اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ عزوجل	۱۰۰	حقیقتِ توحید	۱۰۰	سنی بہشتی زیور اشرفی	۱۰۰
فضائل لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه	۲۵/	حقیقتِ شرک	۵۰/	عورتوں کا حج وعمرہ	۴۰
شیطانی وسواس کا قرآنی علاج	۳۰/	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	۳۰/	آیاتِ حفاظت	۸/
استخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)	۸/	شانِ مصطفیٰ ﷺ	۱۰۰	میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	۸/
قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی	۸/	سُنّت و بدعت	۲۵	گناہ اور عذاب الٰہی	۲۵
ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج	۸/	امہات المؤمنین	۸۰	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں	۳۵
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)	۱۰/	قرض سے چھٹکارہ	۸/	جماعت اہلحدیث کا فریب	۱۵
شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج	۸/	نظرِ بد کا توڑ	۸/	اہلحدیث اور شیعہ مذہب	۱۵
جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب	۱۵/	توبہ و استغفار	۲۰/	جماعت اہلحدیث کا نیا دین	۲۵
وڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال	۱۵/	اسلامی نام	۱۵/	مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ	۲۵
تبلیغی جماعت کی ایکسرے رپورٹ	۲۰/	سید الانبیاء ﷺ	۲۰/	عبدیت مصطفیٰ ﷺ	۲۵
شہادتِ توحید و رسالت	۲۵/	برکات نام 'محمد' ﷺ	۲۰/	آیاتِ رزق	۸/

بنک انٹریسٹ اور لائف انشورنس	۱۰/	گلدستہ درود	۸/	Durood Shareef	۳۵
قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی	۱۵/	صحابہ کرام اور تعظیم رسول	۱۵/	قصیدہ غوثیہ مع یازدہ اسماء	۱۰/

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)